ماہنامہ

المرشد

اللہ رسول محمد

اگست

2007ء

قد افلح من تزکی و ذکر اسم ربه فصلی

القرآن الکریم

ترجمہ

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کر لیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہو گیا۔

مسائل کی شاہراہ پر..........منزل نظر نہیں آتی

"قرآن حکیم کو اس نیت سے پڑھو کہ میرا پروردگار مجھ سے باتیں کر رہا ہے"۔

اچھوتے انداز اور منفرد طرزِ تحریر کی حامل

تفسیر قرآن حکیم اسرار التنزیل سے اقتباس

مسئلہ اکراہ

فقہا کے مطابق اگر کسی کو کلمہ کفر کہنے یا کافرانہ کام کرنے پر اس حد تک مجبور کر دیا جائے کہ نہ کہنے سے قتل کا خوف ہو تو ایسا کرنے سے گناہ نہ ہو گا جبکہ دل ایمان پر جما ہوا ہو کیونکہ بعض غریب صحابہؓ کو یہ حال پیش آیا جن میں سے اکثر تو شہید ہوئے بعض نے ایسا کہہ کر جان بچائی اور ہجرت کر کے آپ ﷺ کی خدمت میں جا پہنچے لیکن ایسے لوگ جن کے دلوں میں ہی کفر رچ بس گیا ہو اُن پر اللہ کا غضب ہو گا۔ دار دنیا میں بھی تباہی کا سامنا کریں گے اور آخرت میں بھی ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے کہ ایمان لانے کے بعد کفر کو پلٹنا بہت بڑا جرم ہے شرعاً بھی مرتد واجب القتل ہے کہ اُن کے اس فعل کا سبب محض دنیا کی طلب ہی ہے جسے انہوں نے آخرت پر محبوب جانا اور یہ ایسا جرم ہے کہ ایسے لوگوں کو اللہ کبھی ہدایت کی توفیق نہیں بخشتے بلکہ ان کے دلوں پر اس جرم کی پاداش میں مہر لگا دی جاتی ہے اور ان کی سماعت و بصارت بھی ایسی متاثر ہوتی ہے کہ حق پہچاننے سے قاصر ہوتے ہیں اور یہی لوگ ہمیشہ کی غفلت میں غرق ہو جاتے ہیں اور یہ حال اس بات کی دلیل ہے کہ یقیناً یہ لوگ آخرت میں بہت نقصان میں ہوں گے۔ مگر جو لوگ ظلماً کفر پر مجبور کئے گئے مگر موقع پا کر انہوں نے وطن چھوڑا ہجرت کی پھر اللہ کی راہ میں جہاد کئے یا عمر بھر مجاہدہ کرتے رہے اور خواہشات پر صبر کر کے اللہ کی اطاعت اختیار کی ان کے لئے اللہ کی مغفرت بہت وسیع ہے اور وہ بڑا رحم کرنے والا ہے۔

اداریہ

مسائل کی شاہراہ پر...... منزل نظر نہیں آتی

اسلامی جمہوریہ پاکستان اس وقت مختلف نوعیت کے لاتعداد مسائل اور بیشمار مسائل میں پوری طرح گھرا نظر آتا ہے۔ دوسرے تمام مسائل ومصائب سے صرف نظر کرتے ہوئے ایک اچٹتی سی نظر عوام الناس کی طرف دوڑائی جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ وطن عزیز کی اکثریت غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہی ہے۔ بھوک کے باعث والدین اپنے جگر گوشے فروخت کرنے پر مجبور ہیں۔ خودکشی کے واقعات سے اخبارات بھرے پڑے ہیں۔ غالب آبادی کو پینے کا صاف پانی بھی دستیاب نہیں۔ صحت کے حوالے سے صورتحال یہ ہے کہ پرائیویٹ علاج عام آدمی کی استعداد سے باہر ہے جبکہ سرکاری ہسپتالوں کی تعداد انتہائی کم ہے۔ اگر کسی آبادی میں ہسپتال ہے تو ڈاکٹر موجود نہیں اور اگر ہسپتال اور ڈاکٹر دونوں مہیا ہوں تو ادویات ناپید ہوتی ہیں۔ اموات کے حوالے سے غیر جانبدار حلقوں کی رپورٹس کو سامنے رکھا جائے تو اوسان خطا ہو جاتے ہیں۔ تعلیم کا شعبہ طبقاتی تقسیم کا شکار ہے اور ملک میں بیک وقت متوازی نظام ہائے تعلیم رائج ہیں۔ تعلیم اس قدر مہنگی ہے کہ عام آدمی بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلانے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ ستم بالائے ستم یہ کہ وطن عزیز کا تعلیم یافتہ طبقہ درحقیقت ''ادھورا علم'' اٹھائے پھرتا ہے جس کے سبب تعمیر کی بجائے تخریب زیادہ ہو رہی ہے۔ انصاف کا شعبہ سب سے زیادہ زبوں حالی کا شکار ہے اور عملاً حالت زار یہ ہے کہ انصاف خود انصاف کی تلاش میں ہے۔ مہنگائی آسمان سے باتیں کر رہی ہے اور بنیادی انسانی ضروریات کی چیزیں قوت خرید سے باہر ہوتی جا رہی ہیں۔ دیہی علاقوں کے اپنے مسائل ہیں بیشتر دیہات میں پختہ سڑکیں، پینے کا پانی اور بجلی جیسی بنیادی سہولیات بھی موجود نہیں۔ شہری علاقوں میں صرف پوش علاقے نسبتاً بہتر حالت میں ہیں جبکہ محلے کی گلیوں میں گندگی کے ڈھیر اور ابلتے گٹر دعوت نظارہ دے رہے ہیں۔

معاشرے کے مختلف طبقات مختلف نوعیت کے مسائل میں جکڑے ہوئے ہیں۔ کاروباری حلقے اپنا رونا رو رہے ہیں۔ بجلی اور گیس کی آئے روز بڑھتی ہوئی قیمتوں کے باعث مختلف انڈسٹریز بند ہو رہی ہیں جس سے بیروزگاری میں مزید اضافہ ہو رہا ہے۔ ملازمت پیشہ لوگوں کے لئے ماہانہ بجٹ ترتیب دینا ناممکن ہو چلا ہے۔ کسانوں اور کاشتکاروں کے اپنے مسائل ہیں۔ امن وامان کی صورتحال یہ ہے کہ سڑکوں پر پاک فوج کے نوجوان مارے جا رہے ہیں، مدارس کے بچے گولیوں سے چھلنی ہیں، راہ گیر محفوظ نہیں، اغوا کی وارداتیں بڑھتی چلی جا رہی ہیں اور ہر سمت انارکی پھیلی ہوئی ہے۔ مایوسی اس امر سے فزوں تر ہو رہی ہے کہ حکومتی حلقے اس صورتحال کو ''گڈ گورننس'' سے تعبیر کرتے نظر آتے ہیں اور بہتری کا کوئی پروگرام اپوزیشن کے پاس بھی نظر نہیں آتا۔ ان حالات میں بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ ہم بحیثیت قوم مسائل کی ایک ایسی شاہراہ پر گامزن ہیں جس میں راستے کی رکاوٹیں اور سفر کی صعوبتیں تو مسلسل بڑھ رہی ہیں لیکن منزل کا نشان دور دور تک کہیں نظر نہیں آتا۔

کلامِ شیخ

سیماب اویسی

امیر محمد اکرم اعوان، سیماب اویسی کے قلمی نام سے شاعری کرتے ہیں۔ آپ کے کلام کے مندرجہ ذیل مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

گردِ سفر | نشانِ منزل

کونسی ایسی بات ہوئی ہے | سوچ سمندر

متاعِ فقیر | آس جزیرہ | دیدہ تر

آپ کی شاعری کیا ہے؟

فرماتے ہیں۔

''میری شاعری میری کیفیات اور میرے جذبات کے اظہار کے علاوہ کچھ نہیں۔ یہ اشعار کیسے ہیں؟ ان کا معیار کیا ہے بلکہ یوں کہئے کہ یہ اشعار ہیں یا نہیں، اس کی مجھے خبر نہیں اس لئے کہ میں نے یہ فن سیکھا ہے اور نہ اس کے اسرار و رموز۔ میں نے بہت سکھایا کم، سب کچھ محض اپنے عظیم شیخ کی توجہ اور نگاہ کا حاصل ہے۔

اگر ان اشعار میں واقعی کوئی کمال نظر آئے تو یہ اللہ کی عطا اور شیخ المکرمّ کا فیض نظر ہے اور اس کے سارے سقم کی ذمہ داری میری کمزوریوں کا نتیجہ ہے۔

اللہ کرے میں جو چاہتا ہوں وہ کہہ سکا ہوں اور جو کہہ گیا ہوں وہ کسی کی سمجھ میں آسکے تو میں نے اپنا مقصد حاصل کر لیا کہ بندہ صرف بات پہنچا سکتا ہے باقی سب توفیقیں اللہ کو ہیں۔''

غزل

میں اگر چاہوں بھی تو وہ بات نہ کہہ پاؤں گا
تو جسے میری زباں ہی سے سنانا چاہے

دل تو جلتا ہے تیرے ہجر میں برسوں سے مگر
تو اسے اور بھی شدت سے جلانا چاہے

ہم کہ جیتے ہیں تیری زلف کے قیدی بن کر
اس پر تو طوق کے خم اور بڑھانا چاہے

ہم تجھے یاد دلاتے ہیں جو بیتی گھڑیاں
کیا اسی یاد کو تو دل سے بھلانا چاہے

وہ کہ جس بات سے روٹھا ہے زمانہ مجھ سے
دل وہی بات زمانے کو سنانا چاہے

زاہد گوشہ نشیں نے مجھے پاگل جانا
دل اسے آج تیرے سامنے لانا چاہے

گھٹ کے مر جانے کا سیماب نہیں ہے قائل
سر ہتھیلی پہ ہے مقتل کو سجانا چاہے

باغی، دہشت گرد اور روشن خیال

امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال

ہمارے ہاں روشن خیالی کا بہت چرچا ہے اور قدامت پسندی کو بہت بڑا عیب بتایا جارہا ہے کہ تقریباً ہر قدامت پسند دہشت گرد ہے اور پیشہ ور قاتل، ڈاکو اور انتہائی سفاک انسان ہے لیکن قدامت پسندی کیا ہے اور روشن خیالی کی ابتدا کہاں سے ہوتی ہے اسکی کوئی وضاحت نہیں کی جاتی اگر ہم اپنے طور پر جاننا چاہیں تو کیسے جان سکیں گے۔

مثلاً مذہب پر عمل کرنے والا مسلمان قدامت پسند ہے کہ ایک بہت پرانی روایت سے وابستہ ہے یہ چودہ صدیاں پہلے کی باتیں ہیں وہ زمانہ اور تھا اب زمانہ اور ہے بے حد تبدیلی آچکی ہے اس تبدیلی کو قبول کر کے روشن خیال بنا جا سکتا ہے اور ہمیں یعنی مسلمانوں کو ایسا ضرور کرنا چاہیے۔

اگر یہی بات ہے تو آیئے دیگر مذاہب عالم کا جائزہ لیں وہ کیا کرتے ہیں مثلاً یہودی بہت پرانا مذہب ہے اور سب روشن خیال شمار ہوتے ہیں مگر مذہب کے معاملے میں ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اپنی وہی پرانی مذہبی رسومات ادا کرتے ہیں، نہ صرف داڑھی رکھتے ہیں بلکہ سر کے دونوں طرف بالوں کی ایک لمبی لٹ بھی بڑھا لیتے ہیں۔ عورتوں کو پردہ کراتے ہیں اور صدیوں پرانی دیوار گریہ سے لپٹ کر روتے ہیں مگر وہ روشن خیال ہیں، آخر کرتے کیا ہیں کہ دنیا میں سب سے بڑے انسانیت کے قاتل اور ہر تباہی کی بنیاد رکھنے والے، دوسروں سے گھر اور ملک چھین کر انہیں بے دردی سے قتل کرنے والے دہشت گرد نہیں کہلاتے نہ قدامت پسند بلکہ روشن خیالوں کے بھی امام مانے جاتے ہیں۔ صرف اس لئے کہ خود سور نہیں کھاتے مگر ایک عالم کو کھلاتے ہیں اور ایک جہاں کو شراب کے نشے میں مبتلا کر رکھا ہے پھر مزید یہ کہ اپنی عورت کو پردہ کرا کر ایک جہاں کی عورتوں کو نہ صرف بے پردہ بلکہ بے لباس کر دیا ہے اس لئے وہ روشن خیال ہیں۔

دوسرا بڑا مذہب عیسائیت ہے گرجے میں بجلی کی چکاچوند میں موم بتیاں جلاتے ہیں اور اپنی قدیم روایت کے مطابق آج بھی پادری نے لباس اور ٹوپی کاغذ کی پہن رکھی ہوتی ہے اور انگاروں پر کچھ جلا کر دھونی دے رہا ہوتا ہے آج بھی عہد قدیم کی طرح پیدا ہونے والے بچے کو رنگین پانی سے غسل دے کر پادر پتسمہ دیتا ہے اس سب کے باوجود وہ روشن خیال ہے اس وقت روئے زمین پر سب سے زیادہ انسانی خون یہی لوگ بہا رہے ہیں مگر روشن خیال ہیں۔ دہشت گرد بھی نہیں ہیں کہ سور اور سود دونوں کو کھائے جا رہے ہیں۔ شراب پانی کی جگہ پیتے ہیں اور عورت کو نہ صرف برہنہ اور رسوا کر دیا ہے بلکہ محرمات کی بھی آبرو نہیں بچی لہذا وہ روشن خیال ہیں۔

برصغیر میں بہت قدیم مذہب ہندوؤں کا ہے اگرچہ ان میں فرقے ہیں مگر بحیثیت مجموعی ۲۰۶۴ بکرمی چل رہا ہے گویا ان کے پاس اتنی تاریخ موجود ہے۔ ذرا ملاحظہ ہو پوجا نہ صرف پتھروں کی ہو رہی ہے بلکہ چوہوں، بندروں اور گائے کی، سانپ، درخت اور پہاڑ و دریا

پوجے جا رہے ہیں اور اسی پرانے انداز میں جو دو ہزار سال پہلے کا ہے اور متعددٹی۔ وی چینلوں پر یہ سب نہ صرف دکھایا جا رہا ہے بلکہ اسکی دعوت دی جا رہی ہے اور لباس تک ہزاروں سال پرانا ہے حتی کہ قومی اسمبلی میں دھوتی پہن کر اور ماتھے پر خونی سرخی لگا کر آتے ہیں نہ صرف ممبران اسمبلی بلکہ وزیر اعلیٰ تک کا یہی عالم ہے حتی کہ غیر ملکی کانفرنسوں میں بھی ہزاروں سال پرانے لباس میں اور تلک لگا کر جاتے ہیں اور انسانی خون سے ہولی کھیلنا خصوصاً خون مسلم سے تو ان کا پسندیدہ مشغلہ ہے غالباً تقسیم ملک سے آج تک ۶۰ سالوں میں ۳۷۰۰۰ مسلم کش فسادات ہو چکے ہیں اور کشمیر کی رگ جان سے مسلسل خون مسلم ٹپک رہا ہے مگر وہ نہ دہشت گرد ہیں نہ قدامت پسند بلکہ روشن خیال ہیں کہ شروع سے نہ صرف عام ہندو بلکہ ان کے دیوی، دیوتا بھی ان سلے لباس میں نیم برہنہ دکھائی دیتے ہیں۔ عورت پر پردے کیا لباس تک کی قید نہیں اور جنسی عمل تو عبادت میں شامل ہے اس لئے وہ سب روشن خیال ہیں حتی کہ سری لنکا میں حکومت سے باقاعدہ جنگ کرتے ہیں مگر باغی کہلاتے ہیں دہشت گرد نہیں۔ سابق وزیر اعظم تک کو خودکش دھماکے سے اڑا دیا کسی نے دہشت گرد نہیں کہا، پوری ٹرین مسلمانوں سے بھری جلادی، دہشت گرد نہ کہلائے نہ قدامت پسند بلکہ روشن خیال ہیں تو کیا روشن خیالی صرف سودخوری اور غریب کی رگوں سے خون نچوڑنے کا نام ہے اور حرام کھانا اور بالخصوص عورت کی حرمت کو پامال کرنا ہی ٹھہرا ہے کیا یہی روشن خیالی ہے؟

کہ یہاں جو بھی اسلام پر عمل کرے اور پاکیزہ لباس میں پاک جگہ پر باوضو سجدہ ریز ہو وہ قدامت پسند ہو جاتا ہے اور اگر سنت خیر الانام ﷺ کے اتباع میں داڑھی رکھ لے تو دہشت گرد اور قدامت پسند گردانا جاتا ہے۔ پرانی گمراہ باتوں کے اسیر اور انسانیت کے قاتل صرف اس لئے روشن خیال ہیں کہ انہوں نے خواتین کو قبل از اسلام کے دور سے بھی نیچے گرا دیا ہے اور مسلمان اللہ کی سچی اور آخری کتاب سے وابستہ اور اللہ کے آخری رسول کا تابع فرمان صرف اس لئے دہشت گرد اور گردن زدنی ٹھہرا کہ اتباع دین میں عورت کو ماں کی عزت بیٹی کی محبت بہن کی رفعت اور بیوی کی حرمت دیتا ہے صرف اس لئے دہشت گرد اور گردن زدنی ہے۔ اس کے مدرسے ناقابل برداشت اور اسکی مساجد کو لال مسجد بنا دو کہ وہاں ہزاروں بچیاں پردے میں رہ کر اللہ کا دین سیکھتی ہیں اور دہشت گرد بن رہی ہیں لہذا چنگیز، ہلاکو، ہٹلر اور لینن کو پریشان کر دو کہ یہ حشر تو شاید وہ بھی برپا نہ کر سکے تھے۔ واقعی کتنا بڑا جرم ہے کہ اسلام آباد میں رہیں اور کلب نہ جائیں، بے لباس نہ ہوں، روشن خیالوں کی محفلوں کی زینت نہ بنیں تو ان کا یہی حال ہونا چاہیے تھا جو کر دیا گیا معصوم بدنوں کے چیتھڑے گندے نالوں کی غذا بن گئے، قرآن حکیم اور حدیث پاک کے ہزاروں نسخے جلا کر بکھیر کر قدموں کے نیچے روندے گئے، کہ کیوں اپنے خوبصورت شہر کے عین درمیان یہ قدامت پسندی اور دہشت گردی کا بدنما داغ باقی رہے۔ لال مسجد کے وہ دہشت گرد جنہوں نے قتل تو کیا کرنا شائد کسی برتن توڑنے کے مجرم بھی نہ تھے لیکن عورت کو حرمت، پردہ اور وقار دے کر روشن خیالوں کے مقابل آ گئے تھے۔ کتنے خوبصورت نام کے ساتھ روشن خیالی کتنی سفاک ہے کہ خون مسلم اسکی غذا اور دوا بن چکا ہے اگر یہی روشن خیالی ہے تو اللہ کریم اس ملک کا محافظ ہو اور اپنے بندوں کی خود حفاظت فرمائے۔ آمین

..........☆☆☆..........

بیرونی ثقافتی یلغار اور مغرب گزیدہ دانشور!

امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال

ہمارے دانشوروں، حکمرانوں اور دوسرے راہنماؤں میں سے کون نہیں جانتا کہ انسانی زندگی محض دو الفاظ کے گرد گھومتی ہے ''حقوق و فرائض'' کون ہے جو اس حقیقت سے انکار کر سکے کہ ''انسانی زندگی کیلئے یہ دونوں حقیقتیں آج بھی اتنی ہی ضروری ہیں جتنی آج سے سینکڑوں، ہزاروں سال پہلے''، لیکن یہ بھی یاد رکھیں یہ صرف اور صرف اسلام میں گنجائش ہے کہ کوئی فرد اپنا حق اگر وہ خود چاہے تو اسے یہ پورا پورا معاف کر دینے کا اختیار حاصل ہے لیکن اس کے ذمے جو فرض واجب الادا ہے اس میں اسے کوتاہی کی قطعاً اجازت نہیں خواہ وہ کسی ملک کا وزیراعظم یا صدر ہی کیوں نہ ہو۔ یہی انسانی زندگی کا وہ بنیادی اصول ہے جو اسلام کی روح ہے، جس کی بنیادوں سے قومیں ترقی کی منزلیں طے کر کے طاقت ور بنتی ہیں ان کی عدم پیروی سے تنزلی کی گرفت میں چلی جاتی ہیں۔ حیرت ہوتی ہے یہ سوچ کر ہی کہ پاکستان میں اسے سب تسلیم کرتے ہیں لیکن چلتے اس کے الٹ ہیں۔

ہمارے بعض علماء نے کچھ علوم کو شرعی علوم قرار دے کہ یہ تاثر قائم کیا ہوا ہے کہ باقی کے غیر شرعی ہیں۔ بعض شریعت سے خارج ہیں جبکہ یہ سوچ بذات خود علم کے اپنے تصور کے منافی ہے اسی وجہ سے ہمارے اکثر مدارس میں سے بعض انتہائی ناگزیر حد تک ضروری علوم کو صدیوں سے **سلیبس** سے خارج رکھا گیا ہے۔ جب کہ اسلام کے اولین دور میں مدارس سے بڑے بڑے مفکر، سائنس دان، انجینئر، جرنیل اور ڈاکٹر (طبیب) پیدا ہوئے ان میں سے بعض اتنے بڑے نام ہیں کہ تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھے ہوئے ہیں۔ اسی وجہ سے ہمارے ان اکثر احباب کا اسلام کا یہ تصور ہے، جس کی وجہ سے غیر کے ہمیں طعنے سننے کو مل رہے ہیں کہ یہ سب ملا ازم ہے اسلام نہیں مغرب کا نظام تعلیم ملاحظہ فرمائیے۔ اس میں Convocation, Robes Symposium, Lectures, Degree chair. وغیرہ اور اس قسم کی سب اطلاعات اسلامی نظام تعلیم کی دین ہیں اور مغرب اس بات کو تسلیم بھی کرتا ہے (جنھیں ہم بدقسمتی سے مغرب کی دین تصور کرتے ہیں) اوپر سے جو علما ان مذکورہ مدارس سے سندوں سمیت اسمبلیوں میں پہنچے ان کی سوچ صدر کے ایل ایف او اور وردی سے آگے نہیں جا رہی اور ہماری مزید بدقسمتی یہ ہے کہ وہ جس جمہوریت کی بحالی کیلئے واویلا مچاتے ہیں وہ سرے سے جمہوریت ہے ہی نہیں۔ اس لئے کہ پاکستان میں موجودہ یا ماضی کسی بھی حکومت کا (اس حوالے سے) جائزہ لیں تو ان میں سے کوئی بھی جمہوری کہلانے کی حق دار نظر نہیں آتی۔ ہاں قائداعظمؒ کا مختصر دور اس سے مستثنیٰ قرار دے دیں کہ وہ نہ صرف ایک کرشماتی رہنما تھے بلکہ ان کی نیت پر بھی شبہ ممکن نہیں یہی مذکورہ اصول عین اسلام ہے۔

جمہوریت کے نفاذ کے لئے ہماری مختصر تاریخ میں بڑی بڑی کانفرنسیں منعقد ہوئیں مگر ان سے بھی جمہوریت وہی برآمد ہوئی جس میں عوام کے انسانی حقوق بے دردی سے چھینے گئے، غصب کئے گئے، لوٹے گئے اس طرح ان میں سے زیادہ سے زیادہ کو غربت کے خط لکیر سے نیچے دھکیلا گیا چند آدمیوں کو ان کی خون پسینے کی کمائی پر سانپ بن کر بیٹھنے دیا

گیا۔ دراصل ہمارے حکمران ہوں یا اپوزیشن جب بھی جمہوریت کی بات کرتے ہیں اگرچہ اس سے ان کی مراد بھی عوام کی حکومت ہی ہوتی ہے لیکن صرف اس فرق کے ساتھ کہ یہ سب رہنما محض اور صرف اپنے کو ہی عوام سمجھتے ہیں اور جو اصل عوام ہیں جن کی وطن عزیز میں تعداد ننانوے عشاریہ نو فیصد ہے ان کی نظروں میں آج بھی ان کا معاشرتی اور سیاسی مقام وہی ہے جو غلامی کے دور میں تھا اسی وجہ سے اُن میں سے کوئی بھی اس غلامی کے دور کے عطیے (سیاسی نظام) کی مخالفت نہیں کرتا جسے ہم بالکل تسلیم نہیں کرتے اور نہ کبھی کریں گے بلکہ یہ تمام محترم ہستیاں اس غلامی کے آج بھی سب سے بڑے ذریعہ کو عین جمہوریت قرار دیتے ہیں (یہ سب سے بڑا المیہ ہے ہماری قوم کا)

ہماری مذکورہ قسم کی سیاسی سرگرمیوں میں الجھے ہوئے علماء یہ تو فرمائیں کہ اسلام سیاست کا جزو ہے یا سیاست اسلام کا؟ یہی وجہ ہے کہ ہمارے حکمران دعوی کرتے ہیں کہ اسلام قابل عمل نہیں ہے۔ وہ اس مقصد کیلئے الفاظ جو بھی استعمال کرتے ہیں اس سے کیا فرق پڑتا ہے بات تو وہ یہی کہنا چاہتے ہیں کہ چھوڑو اسلام کو مغرب کی پیروی کرو حالانکہ مغرب کے نظاموں میں جتنی خوبیاں ہیں وہ سب کی سب اسلام سے لی گئی ہیں یعنی قرآن وحدیث سے کیا قرآن وحدیث سے پہلے کی تاریخ انسانی ایک بہت بڑا ثبوت نہیں ہے اس بات کا یہ مغربی لوگ وحشی اور نیم وحشی تھے (اگرچہ ہیں تو یہ آج بھی وہی کچھ) جب حکمران یہ دعوی کرتے ہیں کہ اسلام قابل عمل نہیں ہے تو یہ علماء ان سے پوچھتے کیوں نہیں؟ کہ پھر کیا قابل عمل ہے؟ کیسی عجیب بات ہے ہندو پتھروں کی پوجا بڑے فخر سے ٹیلی ویژن پر دکھاتا ہے۔ سانپوں کی پوجا' بندروں کی پوجا' خنزیروں کی پوجا دکھاتا ہے ان کی پرستش پر فخر کرتا ہے۔

جارج بش آج بھی باقاعدگی سے بائبل کا مطالعہ کرتا ہے' گرجے جاتا ہے عیسائی اس دور میں بھی کلیسا میں کاغذ کی ٹوپی پہن کر جاتا ہے اس زمانے میں بھی اس نے موم بتیاں جلا رکھی ہیں یہودی آج بھی بجلی کی روشنی میں کوشر کھاتا ہے اپنی کالی ٹوپی پہنتا ہے' داڑھی رکھتا ہے اس کی عورت پردہ کرتی ہے' اپنے اپنے مذہب پر ہر کوئی قائم ہے یہ روشن خیالی ہے ہمیں وہ یہ بتاتے ہیں کہ دنیا میں سب کو مذہبی آزادی حاصل ہونی چاہئے اور یہ بات یعنی یہ روشن خیالی کی قسم ہے کہ جب ہم کہیں کہ ہمیں اسلام پر عمل کرنے کی آزادی چاہئے تو کہا جائے کہ یہ رجعت پسندی ہے' ملائیت ہے' دہشت گردی ہے۔ یہودی اور ہندو باقی قوموں سے نفرت کرتے ہیں باقی مذاہب کے دشمن ہیں انہیں کمتر سمجھتے ہیں بلکہ ہمیں تو یہی روشن خیالی کا درس دیا جارہا ہے اس کی وساطت سے بھی اور یہ چاہتے ہیں کہ ہم اسلام کو ناقابل عمل قرار دے کر روشن خیالی اپنالیں اس اسلام کو کمتر جانیں جسے ان کے دانشور خود تسلیم کر چکے ہیں کہ اس کی کوئی ایک بھی شق ایسی نہیں جو سائنس کی خلاف ورزی میں ہے بلکہ یہ بذات خود سائنس ہے اور دنیا میں سائنسی ترقی اس کی مرہون منت ہے اور بلکہ انہی ثقافتی اور سیاسی یلغاروں سے خوفزدہ ہمارے حکمران اور مغرب گزیدہ دانشور فرماتے ہیں کہ اسلام قابل عمل نہیں ہے اپنی نجی محفلوں میں کہتے ہیں خلافت راشدہ کا نظام قابل عمل نہیں ہے کیا ہمارے علماء کو بھی علم نہیں کہ خلافت راشدہ کا نظام قرآن وسنت ہے؟

حیرت ہوتی ہے وہ ملک جس کیلئے لاکھوں جانوں کی قربانی دی ہم نے اس لئے کہ اسلام کا نفاذ ہوگا اس میں اس سوچ کے اظہار کا سادہ سا جملہ تھا۔ پاکستان کا مطلب کیا' لا الہ الااللہ مجھے اچھی طرح یاد ہے جب لاہور میں داخل ہوتے اور بڈھے راوی کے پل پر سے گزر کر آگے بڑھتے تو ہسپتال کی باہر والی دیوار پر بہت بڑا بورڈ آویزاں تھا اس پر یہی جملہ لکھا ہوا تھا پھر سرگودھا کے کمپنی باغ کی باہر والی دیوار پر یہی بورڈ آویزاں تھا کئی اور شہروں میں ایسے ہی بورڈ تھے یہ میاں شہباز شریف کی کامیابی ہے سعادت ہے کہ انہوں نے اتروا دیئے اللہ نے انہیں نہ صرف اقتدار سے اتروا دیا بلکہ اس دھرتی سے نکال دیا۔ کیسے کیسے لوگ تھے ووٹ مانگتے وقت اسلام کے نفاذ کا نعرہ لگاتے لیکن حکومت مل

جانے پر کرتے موج میلا ہی رہے۔

دراصل ہمارے بزرگوں نے برصغیر میں اس نظریاتی مملکت کی اس لئے بنیاد رکھی کہ ہندو اکثریت میں تھا۔ اسلام دشمنی اس کی کوئی ڈھکی چھپی بات نہ تھی (یہ آج تک ہند میں ۳۷ ہزار فرقہ وارانہ فسادات کروا چکا ہے) اس کی اس اکثریت اور پارلیمانی نظام کی موجودگی میں مسلمانوں کو اپنے حقوق ملنے کی توقع نہ تھی لہذا وہ اسلام چاہتے تھے انہی حقوق کیلئے پاکستان حصول مقصد کا ذریعہ تھا مقصد نہ تھا مسلمانوں کا خیال تھا کہ صرف اسلام ہی ان کے حقوق کا ضامن ہوسکتا ہے پھر ظلم مسلم لیگ ہی نے کیا۔

قائداعظم کی آنکھیں بند ہوتے ہی پاکستان کو مقصد قرار دے ڈالا جس کی انتہا آج پرویز مشرف حکومت نے کر دی یہ کہہ کر سب سے پہلے پاکستان لا الہ والا پاکستان اگر ہوتا تو فوج کو بار بار مداخلت کا جواز نہ ملتا۔ ہم نے جب راستہ ہی چھوڑ دیا تھا اپنا تو اس طرح ہم کسی اور کو اپنے معاملات میں مداخلت سے کیسے روک سکتے تھے۔ ہم خود بھی تو یہی کچھ کرنے میں مصروف تھے ہمارے مولوی نے بھی اس ضمن میں قوم کی بہت مدد فرمائی کہا شلوار ٹخنوں سے اوپر رکھو۔ داڑھی کا ایک خاص معیار قائم کرو۔ ٹیلی ویژن جلا دو عوت کو اندر بند کر کے تالا لگا دو اور جس پر غیر کو کھل کر (اس طرح) موقع فراہم کر دیا ہمیں ملا ازم کے طعنے دینے کا حالانکہ ملا ازم کا مطلب روشن خیال کا تو یہی ہے جو عرض کر دیا گیا ہے۔ غالباً ہمارے مولوی کو بھی اس کا اصل مطلب معلوم نہیں اسی وجہ سے روشن خیال بلکہ ہمارے پاکستانی برانڈ کا روشن خیال جو مغربیت کو روشن خیالی تصور کرتا ہے اور بڑی شدومد سے اس میں اسلام کو ڈھالنے کیلئے کوشاں ہے۔ یہ جانے بغیر کہ یہ دونوں ضدیں بارود ہیں کسی بھی کوشش کا نتیجہ ہر حال میں دھماکہ کی صورت میں برآمد ہوگا دراصل ہونا یہ چاہئے تھا کہ اس روشن خیالی کو اسلام کے مطابق ڈھال لیا جاتا یہ فطری عمل بھی ہوتا دانشمندی کا تقاضہ بھی یہی تھا اور اسلام میں اس کی ہمیشہ سے گنجائش بھی موجود رہی۔ قیامت تک کیلئے جو ہے یہ ضابطہ حیات!

ہمارے حکمران ایک اور بات اسلام کے بارے میں بڑے تواتر سے فرماتے ہیں کہ اسلام کو کوئی خطرہ نہیں ہمیں یہاں بھی ان سے پورا پورا اتفاق ہے کیونکہ اسلام کو خطرہ ہوتا تو آنحضورؐ نبی آخرالزمان نہ ہوتے۔ گذشتہ ۱۴۰۰ سال میں کوئی اور نبی آچکا ہوتا قرآن رب کی دنیا میں آخری کتاب نہ ہوتی اور نہ ہی رب اس کی حفاظت اپنے ذمے لیتا۔ اس نے یہ فریضہ کسی نبی کسی فرشتے کو نہیں سونپا کہ اُسے ان روشن خیالوں کا علم تھا۔ لہذا یہ درست ہے اسلام کا تو کچھ نہیں بگڑے گا لیکن ہمارا بہت کچھ بگڑے گا۔ سقوط غرناطہ' سقوط' بغداد' سقوط دہلی' سقوط ڈھاکہ' سقوط سرگنگا پٹم کی شکل وصورت میں کم ثبوت ہیں ان کیلئے اللہ سے پناہ مانگیں وہ بہت بڑا ہے اپنے بندوں سے ماں سے بھی ستر گنا پیار کرتا ہے (مگر صرف اپنے بندوں سے) اور لوگوں کو ان کے حقوق پہنچائیں۔ اسلام بھی اسی بات کا نام ہے اور جمہوریت بھی۔ سوائے رہنماؤ! حکمرانو! عوام کو کب تک دھوکہ میں رکھو گے۔ ہمارے علماء بھی یاد رکھیں اگر کسی مسلمان کی شلوار ٹخنوں کو چھو بھی گئی تو اللہ معاف فرما دے گا مگر اگر کسی منظورے موچی' گلزار پلمبر' یا گامے ریڑھی والے کا حق بھی جو کسی نے مارا اللہ اسے بالکل معاف نہیں کرے گا۔ خواہ ان کے مقابلے پر شوکت عزیز ہوں وزیراعظم پاکستان یا جنرل پرویز مشرف صدر پاکستان بلکہ دوسرے لفظوں میں جب یہ سب حقوق کے حوالے سے بالکل برابر ہوں گے تو ہی اصل اسلام کا نفاذ سمجھا جائے گا اور دراصل جمہوریت بھی یہی ہے ورنہ سب دھوکہ ہے فریب ہے جعل سازی ہے اے اللہ! ہمارے حال پر رحم فرما۔ آمین

وآخر دعونا ان الحمدللہ رب العالمین

☆☆☆

اجتماع کا مقصد

صحابہ کرامؓ کے زمانے میں بھی منافقین تھے اور پھر بعد میں بھی ہمیشہ رہیں گے۔ منافق وہ ہوتا ہے جو دین کو دنیا کے فائدے کا ذریعہ بناتا ہے۔ نام دین کا ہوتا ہے لیکن وہ فائدہ دنیا کا اٹھانا چاہتا ہوتا ہے یہ اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ اُس کا دین پر یقین نہیں ہے وہ اسے دنیا کے لئے استعمال کرتا ہے۔

الحمدللّٰہ رب العٰلمین○

والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہٖ محمد وّ الہٖ

واصحابہٖ اجمعین○

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰنِ الرجیم○

بسم اللّٰہ الرحمٰنِ الرحیم○

الحمدللہ یہ پنتالیسواں سالانہ اجتماع ہے اور یہ نصف صدی سے جاری ہر سال اجتماع کیوں کیا جاتا ہے؟ اس کا مقصد نہ لوگوں سے تعارف ہے نہ واقفیت نہ گپ شپ ہے نہ ملاقات اس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ جن احباب کو فرصت نہیں ملتی۔ وقت نہیں ملتا مل کر ذکر کرنے کا یا اخذ فیوضات و برکات کا اور وہ سال بھر محنت کرتے ہیں باقاعدگی سے ذکر کرتے ہیں، اتباع شریعت کرتے ہیں کوشش کرتے ہیں کہ حرام سے بچا جائے حلال کھایا جائے اور زیادہ سے زیادہ زندگی میں اتباع سنت کو دخل ہو تو اس سال بھر محنت کے بعد انہیں ایک معین وقت ایسا ہوتا ہے جس میں شیخ کی موجودگی بھی یقینی ہوتی ہے۔ دوسرے احباب بھی ہوتے ہیں تو اگر اُن میں استعداد پیدا ہوگئی ہے کچھ مراقبات حاصل کرنے کی تو وہ اس اجتماع میں اپنے مراقبات حاصل کرسکیں یا اگر کوئی تھوڑی بہت اُس میں کمی رہ گیء ہے ذکر اذکار میں تو یہاں ہفتہ، دس دن یا بیس دن یا جتنی فرصت اُن کے پاس ہو وہ وقت لگا کر وہ کمی پوری کر کے کچھ آگے قدم بڑھایا جائے۔

یہ مراقبات کیوں ضروری ہیں؟ اور یہ کیا بلا ہیں؟ یہ کیفیات ہیں۔ یہ کیفی چیزیں ہیں اور جتنے مراقبات نصیب ہوتے ہیں اتنا خلوص اور خشوع و خضوع دل میں بڑھتا چلا جاتا ہے اتنی اندر ایک قوت آتی ہے کہ وہ شریعت پر عمل کر سکے۔ شیطان سے بچنے کیلئے اتنا ایمان مضبوط ہوتا چلا جاتا ہے ہم جو انقلاب دیکھتے ہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے برپا فرمایا اور جسے آجتک تاریخ انگشت بدندان ہے اور جس کی کوئی تحویل انسانی عقل نہیں گھڑ سکتا، جس کی کوئی تشریح انسانی ذہن پیش نہیں کرسکتا وہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو صدیوں سے اللہ کے نام سے آشنا نہیں تھے۔ وہ لوگ جو کسی قاعدے ضابطے کو خاطر میں نہیں لاتے تھے جہاں کا قانون صرف طاقت تھا وہ لوگ جو دنیا کے ہر عیب میں ملوث تھے اور ناقابل اصلاح گردانے جاتے تھے وہی لوگ بدلے حضور کی نظر کرم سے ﷺ اور ایسے بدلے کہ

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ھادی بن گئے

یعنی جولوگ خود راہ گم کردہ تھے وہ ساری انسانیت کیلئے راہ نما اور ھادی بن گئے۔

خود نہ تھے جو راہ پراوروں کے ھادی بن گئے

کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

یعنی کبھی خود مردے تھے اور اُن میں پھر مسیحائی آ گئی کہ اُن کی نظر کرم سے مردوں میں جان پیدا ہونے لگی اس سب کے پیچھے کیا تھا کونسی قوت تھی کتنا عرصہ انہوں نے بارگاہ نبویؐ میں سیکھنے میں یا پڑھنے میں لگایا یا کتنا عرصہ مجاہدہ کیا یا نوافل پڑھے یا محنت کی اُس کے پیچھے کیا بات تھی آپ اجڑ، اور ایک وحشی درندہ طبیعت کے مالک آدمی کو پکڑ کر لے آتے ہیں تو اُسے سمجھانے، سکھانے کیلئے بتانے کیلئے حقائق اُس تک پہنچانے کیلئے کچھ وقت تو لگتا ہے وہ سال میں الف ب ج نہیں سیکھ پاتا، تو وہ کہاں سے ایسا بندہ بن گیا کہ جس کی رائے حتمی ہوگئی اور وہ انقلاب آفرین کیسے ہوگیا۔

وہ ایک بات تھی تعلیمات نبوت کو رب جلیل نے دوسرے درجے پر رکھا ہے اور اُن سے پہلے تزکیے کی بات کی ہے۔

یتلو علیھم ایتہ ویزیکھم ویعلمھم الکتب والحکمتہ یعنی حضور دعوت الی اللہ دیتے تھے اللہ کی آیات تلاوت فرماتے تھے اُن پر **ویزیکھم** جو قبول کرتا اُس کا تزکیہ فرمادیتے تھے تو گویا یہ تبدیلی جو تھی مزاجوں کی، سوچ کی، یقین کی ایمان کی اور کردار کی اس تبدیلی کی بنیاد تزکیہ تھا کہ جب اُن کا تزکیہ ہوگیا تو سوچ بھی بدل گئی اندازِ فکر بھی بدل گیا اور پورے کا پورا کردار بھی تبدیل ہوگیا یعنی

خود نہ تھے جو راہ پراوروں کے ھادی بن گئے

تزکیے کیلئے کیا چلہ کشی ہوتی تھی یا مجاہدہ تھا یا نوافل پڑھے جاتے تھے یا کیا ہوتا تھا؟ کچھ بھی نہیں۔

کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

وہ ایک نظر درکار ہوتی تھی جس نے ایمان قبول کیا اُس کے وجود پر نبی کریم ﷺ کی نگاہ پاک پڑی تو قلب اطہر سے کچھ کیفیات اُس کے دل میں اُتر گئیں۔ اُس کی نظر حضور اکرم ﷺ کے وجود عالی پہ پڑی تو قلب اطہر سے کچھ کیفیات اُس کے دل میں اُتر گئیں۔ کچھ کیفیات کے سمندر موجزن ہوگئے اور وہ شخص سو فیصد تبدیل ہوگیا جو کبھی اللہ کو مانتا نہیں تھا اب وہ کاٹا جا سکتا ہے۔ جان دے سکتا ہے۔ گرم لوہے سے داغہ جا سکتا ہے۔ دنیا کا ہر ستم سہہ سکتا ہے لیکن توحید باری سے پیچھے نہیں ہٹتا یہ وہ برکات نبوت تھیں جنہوں نے یہ انقلاب پیدا کر دیا اور وہ شعور پیدا کر دیا جس نے دین کو سمجھا بھی سیکھا بھی اور سکھایا اور سمجھایا بھی اور اشاعت دین کا سبب بن گئے اور انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام میں یہ قوت ہوتی ہے ہر نبی میں یہ قوت ہوتی ہے کہ جتنے لوگوں جتنی مخلوق کی طرف وہ مبعوث ہوتا ہے اُن سب کے قلوب اُس درجے پہ منور ہو جائیں۔

تو حضور نبی کریم ﷺ تو عالم انسانیت کیلئے **یا یھا الناس انی رسول اللہ علیکم جمیعاً**۔ پوری انسانیت کی طرف رسول ہیں اگر ساری انسانیت حضور ﷺ کے دامن کو تھام لے تو سب کے قلوب منور ہو جائیں اور حضور ﷺ کے قلب اطہر سے پھر بھی کسی نور کے دریا میں سمندر میں کوئی کمی نہ آئے چنانچہ ساری

تبدیلی کا بنیادی سبب جو تھا وہ صحبت رسول ﷺ تھی اسی لئے انہیں صحابی رسول کہا گیا۔ صحابی کا لغوی معنی تو یہ ہے کہ صحبت پانے والا لیکن اصطلاحی معنی یہ ہے کہ جس نے وہ خشوع وخضوع اور وہ قرب الٰہی کے منازل اور ایمان ویقین کی وہ کیفیات حاصل کیں نبی کریم ﷺ سے کہ وہ ان بلندیوں پر پہنچ گیا کہ انبیاء کے بعد اعلےٰ ترین منازل جو انسانیت کیلئے ہیں یعنی عظمت نبوت کے بعد عظیم ترین منصب انسانیت کیلئے صحابیت ہے' ہمیں یقیناً علم بھی نہیں ہوتا ہمارا حسن ظن ہوتا ہے کہ فلاں شخص ولی اللہ ہے تو ہمارے دل میں اتنا احترام آجاتا ہے کہ ہم اُس جگہ کی زمین کو بھی چومتے ہیں اُس شخص کا کوئی نام لے تو اُسکی بھی عزت کرتے ہیں۔ اُسے دیکھنا ثواب سمجھتے ہیں وہ فوت ہو جائے تو اُس کی قبر پہ جانا' دعا کرنا باعث سعادت سمجھتے ہیں حالانکہ ہمارے پاس کوئی رسید نہیں ہوتی کہ یہ شخص ولی اللہ ہے ہمارا حسن ظن ہوتا ہے۔

اگر دنیا کے سارے انسان بھی چوٹی کے ولی ہو جائیں اور سب کی ولایت جمع کی جائے تو ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی کی خاک پا کو نہیں پہنچ سکتا منصب صحابیت اتنا بلند ہے اور یہ اک نگاہ سے سب کو مل گیا جو بھی بارگاہ نبویؐ میں ایمان لیکر آیا۔ امیر تھا یا غریب عالم تھا یا ان پڑھ بوڑھا تھا یا بچہ جوان تھا مرد تھا یا عورت جو بھی آیا وہ شرف صحابیت سے مشرف ہو گیا اب آگے صحابیت کے اندر اُن کے اپنے اپنے منازل ہیں لیکن بنیادی طور پر کوئی صحابی بن گیا یہ جو کیفیات تھیں جو صحبت نبویؐ سے اُن کے قلوب میں اُتریں یہ تبدیلی کا مثبت تبدیلی کا باعث بنی۔ انہیں اللہ پر یقین بھی کامل ہو گیا آخرت پر بھی یقین کامل نصیب ہو گیا اور اللہ اور آخرت اور اللہ کے نبیؐ پر ایمان جو یہ کردار کو سو فیصد بدلنے میں معاون ثابت ہوا اور اُن کا ہر کام اللہ کی رضا کیلئے ہو گیا اور اللہ کے ناپسندیدہ سارے امور انہوں نے نہ صرف چھوڑ دیئے صرف بلکہ دنیا سے اُن کو مٹانے پر کمربستہ ہو گئے۔

عہد رسالت میں تو ایک نگاہ کافی تھی کہ ہر آنے والا صحابی بن گیا۔ لیکن یہ نبی کریم ﷺ چونکہ ساری انسانیت کیلئے اور سارے زمانوں کیلئے نبی ہیں تو آپؐ کی برکات ختم نہیں ہونگی۔ قیامت تک آنے والی انسانیت کو پہنچتی رہیں گی لیکن جب آپؐ نے اس چشم عالم سے پردہ فرمایا تو پھر حضورؐ کی برکات کے امین صحابہ کرامؓ رہ گئے لیکن وہاں بھی یہ تقسیم جو ہے اسی طرح عام رہی جیسے حضور ﷺ نے فرمایا۔

انما انا قاسم و اللّٰہ یو تی اوکما قال رسول اللہ ﷺ کہ میں تو بانٹ رہا ہوں اللہ دینے والا ہے تو وہ تقسیم عہد صحابہؓ میں بھی ویسی رہی لیکن حضورؐ پر نگاہ اور آپؐ کی صحبت سے شرف صحابیت نصیب ہوتا تھا۔ صحابہؓ کی صحبت میں جو پہنچا وہ تابعی کہلایا نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا

خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم او کما قال رسول اللہ ﷺ کہ سب سے بہترین زمانہ میرا ہے پھر جو اُس کے قریب تر ہے پھر جو اُس کے ساتھ یعنی حضورؐ کا زمانہ صحابہ کا اور تابعین کا یہ خیر القرون ہے بہترین زمانے میں تو صحابہؓ کی خدمت میں بھی جو پہنچا اور صحبت سے بہرہ ور ہوا تابعی ہو گیا' تابعین میں بھی یہ قوت رہی کہ اُن کی صحبت میں بھی جو پہنچا

تبع تابعی ہوگیا یہ صحابی' تابعی تبع تابعی یہ قلبی کیفیات کے نام ہیں یعنی اُن کے دل میں اُس صحبت سے وہ کیفیات در آئیں کہ جو اُن کے اللہ پر ایمان لانے میں آخرت پر ایمان لانے میں حضور ﷺ کی برکات کو دل میں سمونے میں معاون ہوئیں اور وہ اسقدر اُن کے دل میں وہ کیفیات آئیں کہ اُن کی عملی زندگی تبدیل ہوگئی تبع تابعین کے بعد وہ بات نہ رہی نعمت تو قیامت تک باقی رہے گی لیکن تقسیم کا وہ طریقہ کار نہ رہا پھر کچھ لوگوں نے تبع تابعین کی خدمت میں رہ کر ذکر اذکار کر کے محنت اور مجاہدہ کر کے وہ کیفیات اُن کے قلوب سے حاصل کیں بیشمار خوش نصیبوں نے حاصل کیں' لیکن یاد رکھیں ہر پڑھنے والا پڑھا نہیں سکتا ہر پڑھا لکھا آدمی مقرر نہیں بن جاتا ہر پڑھا لکھا آدمی ادیب نہیں بن جاتا ہر پڑھا آدمی شاعر نہیں بن جاتا لاکھوں لوگ پڑھے لکھے ہوتے ہیں اُن میں کوئی ایک ادیب بنتا ہے۔ لاکھوں پڑھے لکھے ہوتے ہیں کوئی ایک شاعر بنتا ہے لاکھوں پڑھے لکھے ہوتے ہیں اُن میں کوئی ایک پڑھانے والا بنتا ہے۔ لاکھوں لوگوں نے یہ نعمت تبع تابعین سے حاصل کی لیکن اسے آگے تقسیم کرنے والے گنتی کے لوگ رہ گئے جن میں یہ استعداد تھی کہ انہوں نے حاصل بھی کی اور آگے تقسیم کرنے والے گنتی کے لوگ رہ گئے جن میں یہ استعداد تھی کہ انہوں نے حاصل بھی کی اور آگے تقسیم بھی کی سو یہ سلسلہ چلتا رہا اور انشاء اللہ قیامت تک چلتا رہے گا۔ برکات نبوت تقسیم ہوتی رہیں گی یہ ہمارا سلسلہ عالیہ بھی انہی سلاسل کی ایک کڑی ہے کہ جو مقتدمین سے وہ برکات جو سینہ اطہر سے تقسیم ہوئیں اور صحابہ' تابعین' تبع تابعین سے ہوتی ہوئی اولیاء اللہ کے سینوں میں موجزن ہوئیں انہیں حاصل کرنا اور انہیں آگے تقسیم کرنا یہ سلاسل کا کام تھا اور انہیں میں سے ایک عظیم سلسلہ یہ نسبت اویسیہ بھی ہے اور اس میں ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ کیا واقعی ہم اس کو اس کے مقصد کیلئے استعمال کر رہے ہیں اور ہماری نیت میں وہی خلوص ہے کہ ہم اس نعمت کے طالب ہیں۔

صحابہ کرامؓ کے زمانے میں بھی منافقین تھے اور پھر بعد میں بھی ہمیشہ رہیں گے منافق وہ ہوتا ہے جو دین کو دنیا کے فائدے کا ذریعہ بناتا ہے نام دین کا ہوتا ہے لیکن وہ فائدہ دنیا کا اٹھانا چاہتا ہوتا ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ اُس کا دین پر یقین نہیں ہے وہ اسے دنیا کیلئے استعمال کرتا ہے' ہوسکتا ہے ہم میں بھی کچھ کمزوریاں ہوں ہم بھی سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ حلقے میں آگئے ہیں اب یہ پتہ کریں کون کس اعلےٰ عہدے پہ ہے کہ اُس سے کوئی بچہ ہی ملازم کرالیں پتہ کریں کون کس جاب پہ ہے کون کس ملک سے آیا اُس سے کوئی تحفہ ہی منگوالیں کون کہاں ہے اُس کے پاس کتنے پیسے ہیں اُس سے کچھ پیسے ہی لے لیں تو ایسا سوچنے اور ایسا کرنے والے کو خطرہ یہ ہے کہ وہ مومن نہیں ہوگا' منافق ہوگا' چونکہ یہ نفاق کی نشانی ہے یہاں ہر آنے والے کا خلوص دل سے ایک ہی مقصد ہونا چاہیے کہ میں وہ کیفیات حاصل کرسکوں جن کی یہ بات کرتے ہیں اور جسے وہ کیفیات نصیب ہونگی جن کو آپ ذکر کہتے ہیں' لطائف کہتے ہیں' مراقبات کہتے ہیں تو اُس کی دلیل یہ نہیں ہے کہ اُسے کشف ہونا شروع ہو جائے گا یا جو وہ کہے گا ایسا ہی ہو جائے گا۔ یہ نہیں ہوگا اُس کا دیکھنے کا معیار یہ ہوگا کہ اُس کے یقین آخرت میں کتنا اضافہ ہوا

اُس کے عمل میں کتنی مثبت تبدیلی آئی اگر اُس کا سفر برائی سے نیکی کی طرف چل پڑا ہے برائیاں چھوٹنے لگی میں اور نیکی اختیار کرنے لگا ہے تو یقیناً وہ اپنا مقصد حاصل کر رہا ہے اور اگر اللہ اللہ کر کے اور مراقبات کر کے اور اس میں بھی پھر اُسکی نظر اس پر ہے کہ اُس کی جیب کاٹ لوں اُس سے پیسے لے لوں اُس سے کھا پی لوں تو اُس نے بات کو سمجھا ہی نہیں دنیا کیلئے جو ملاقاتیں ہوتی ہیں جو دوستی ہوتی ہے اُس میں کبھی خلوص نہیں ہوتا وہ مادی مفاد کیلئے ہوتی ہے جب تک مفاد کی توقع رہتی ہے تب تک دوستی چلتی ہے جب کوئی سمجھتا ہے کہ مجھے اس سے کوئی فائدہ ہونے والا نہیں دوستی ختم ہو جاتی ہے۔

دوستی بھی اللہ کیلئے اور دشمنی بھی اللہ کیلئے تو الحمد للہ ہمیں پھر سے ایک بار سال میں اکٹھا ہونے کی سعادت نصیب ہوئی کتنے احباب جو پچھلے اجتماع میں ہمارے ساتھ تھے اب اس دنیا میں نہیں ہیں اور ہم میں سے کتنے ہونگے جو اگلے اجتماع میں نہیں ہونگے یہ تو اُس کا کرم ہے کہ طریقہ یہ ہونا چاہیے کہ جہاں بھی ہیں جس جگہ بھی ہیں جس حال میں بھی ہیں اپنی محنت' اپنے اذکار' اپنا مجاہدہ جاری رکھیں رزق حلال کمانے کی کوشش کریں اور طیب کھانے کی کوشش کریں حلال اور پاکیزہ کھائیں معاملات میں آخرت کو مدنظر رکھ کر فیصلے کریں دنیاوی مفادات کو نہیں اور حتی الامکان اپنی بھرپور کوشش لگا دیں اللہ واللہ کے رسول کی اطاعت پر اور سنت کے اتباع پر اور محنت کرتے رہیں اور پھر یہ اجتماع نصیب ہو تو کچھ ذکر میں کمی ہے تو وہ پوری ہو جائے کوئی مراقبات کی استعداد ہے تو وہ نصیب ہو جائیں' اور مراقبات کے نصیب ہونے سے مراد یہ ہے کہ مزید خشوع وخضوع آ جائے یقین میں قوت آ جائے اور مزید شریعت پر عمل کرنے کی توفیق نصیب ہو جائے یہ تو ہے مقصد۔

اور اگر ہم اس مقصد ہی سے آشنا نہیں یا اس کے لئے محنت نہیں کر رہے تو پھر کیا حاصل ہوگا! تو آج کی اس ملاقات میں میں نے سرسری سی وضاحت کر دی کہ یہ اجتماعات کیوں ہوتے ہیں ان کا مقصد کیا ہے' ہمیں اس میں کیا کرنا ہے جتنا وقت آپ کو اجتماع میں نصیب ہو اس طرح سے گزاریں جیسے معتکف گزارتے ہیں یہاں فضول باتیں نہ کریں گپیں نہ لگائیں ذکر اذکار کریں پڑھیں یا پڑھائیں۔ سیکھیں یا سکھائیں اگر وقت فارغ ہے تو تلاوت کر لیں' لیٹ کر درود شریف پڑھتے رہیں' تسبیحات پڑھ لیں لیکن دنیاوی باتوں سے گپ شپ سے' حال احوال سے اور اِدھر اُدھر کی باتوں سے اجتناب کریں چونکہ آپ ایک مقصد کیلئے آئے ہیں اور ایک خاص تھوڑے سے وقت کیلئے آئے ہیں پھر سال کے بعد اجتماع ہوگا کون جانے کسے نصیب ہوگا کسے نہیں تو جس مقصد کیلئے آئے ہیں اپنی توجہ اُس پہ رکھیں اور اپنی ساری کوشش اُس مقصد پہ مبذول کریں اور جو کچھ نصیب ہو سکتا ہے وہ استفادہ کریں وہ برکات حاصل کریں تاکہ دل میں خشوع وخضوع آئے۔ اطاعت الٰہی نصیب ہو نبی کریم ﷺ کے ساتھ دل کا تعلق اتنا مضبوط ہو جائے کہ حضور کی غلامی اور آپ کا اتباع نصیب ہو جائے اور زندگی اللہ کی راہ میں بسر ہو اور آخرت میں اللہ کی رضا اور خوشنودی نصیب ہو۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

جادو بندۂ مومن کو متاثر نہیں کر سکتا!

امیر محمد اکرم اعوان

دارالعرفان منارہ ضلع چکوال 08-07-2007

الحمدللّٰہ رب العلمین o

والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہٖ محمد وَّالہٖ

واصحابہٖ اجمعین o

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰنِ الرجیم o

بسم اللّٰہ الرحمٰنِ الرحیم o

ایک بہت بڑی مصیبت جو عہد حاضرہ کی یہ ہے کہ ہر آدمی ہر بیماری کو ہر مشکل کو اور ہر پریشانی کو جادوگروں کے نام کر دیتا ہے۔ کوئی بندہ بدپرہیزی کر کے بیمار ہو جاتا ہے کہتا ہے مجھ پر کسی نے جادو کر دیا' کسی کا پاؤں الجھ جاتا ہے گر پڑتا ہے بس جی کسی نے مجھ پر جادو کر دیا اولاد نہیں ہوئی میری جی اولاد کسی نے بند کر دی بچیوں کی شادی نہیں ہو رہی وہ کسی نے بند کر دی دکان نہیں چل رہی کس نے بند کر دی اور یہ اُس وقت اور بھی زیادہ عجیب لگتا ہے کہ جب ذکر کے ساتھی اور اللہ اللہ کرنے والے لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں تو یہ بہت ہی عجیب لگتا ہے۔ ذکر کا تو مقصد ہی یہ ہے کہ اللہ کریم پر ایمان مضبوط ہو اور اللہ کریم کی معرفت نصیب ہو۔ اللہ سے آشنائی نصیب ہو کیا یہ ممکن ہے کہ اللہ کریم نے کائنات بنا کر جادوگروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دی' اُس کا وہ نظام جو ازل سے چل رہا ہے اور جب تک وہ چاہے گا چلتا رہے گا۔ جس میں بارش کا ایک ایک قطرہ' ہوا کا ایک ایک جھونکا' سورج کی ایک ایک کرن ہر شے لگے بندھے اوقات کار کی پابند ہے اور اس قدر توازن ہے اُس میں کہ یہ ساری چیزیں جزو سماوی میں تیر رہی ہیں آسمان بھی آسمان کی گود میں جزو سماوی میں زمین بھی۔ ستارے' سیارے بھی' سورج بھی' چاند بھی توان کا عالم یہ ہے کہ ذرا سی بھی اگر کہیں ڈھیل ملے یا ذرا سی بھی کہیں اگر سستی ہو جائے تو یہ ایک دم ٹکرا کر تباہ ہو جائیں۔ لیکن اُس قادر مطلق نے ان میں ایسا توازن رکھا ہوا ہے کہ سورج کا اپنا راستہ ہے چاند کا اپنا راستہ ہے۔ ستاروں سیاروں کی اپنی راہیں ہیں۔ زمین کی گردش کا اپنا طریقہ کار ہے تو ہر کوئی اپنی حد کے اندر اپنی ذمہ داری پوری کر رہا ہے اور کوئی اُس میں مداخلت نہیں کر سکتا جن ارواح کو پیدا فرما دیا رب کریم نے اب کون جادوگر اُن کو روکے گا کہ وہ دنیا پہ نہیں آ سکتے اور جن کو دنیا میں بھیج دیا ہے کون جادوگر انہیں وقت سے پہلے روانہ کر دے گا جو روزی کسی کیلئے اُس نے لکھ دی ہے کون اُسے روک سکتا ہے اور جو نصیب میں نہیں ہے وہ کون دلوا سکتا ہے ہمارے عہد کی ایک مصیبت یہ بھی ہے کہ ایک جو ارشاد ہے کہ الناس علی دین ملوکھم کہ لوگ عموماً حکمرانوں کا جو رویہ ہوتا ہے وہ اپنا لیتے ہیں تو ہمارے ہاں ہندوؤں سے یہ بات بھی آ گئی ہے کہ حکمران بھی ایک عدد پیر بنا کر اُس سے تعویذ دھاگہ کرا کر وہ سمجھتے ہیں کہ اسی کی وجہ سے ہم حکومت میں ہیں۔ ایک دفعہ ایک صاحب یہاں بھی تشریف لائے تھے تو ایک وظیفہ کسی نے لکھ کر دیا تھا کہ یہ پڑھو تو وزیر اعظم بن جاؤ گے تو مجھ سے تصدیق چاہتے تھے کہ آپ بتائیں یہ ٹھیک ہے میں نے کہا جی اگر یہ پڑھنے سے وزیر اعظم بنتا تو جس نے آپ کو بتایا وہ خود وزیر اعظم کیوں نہ بن جاتا اُس کا دماغ خراب ہے کہ وزیر اعظم بننے کا نسخہ آپ کو

دے رہا ہے! روزگار ہے لگایا ہوا لوگوں نے پیسے لے کے کھا جاتے ہیں لیکن انکار نہیں کیا جا سکتا جادو ٹونہ بھی ہے۔ شیطانی عملیات بھی ہیں اور جادو ٹونے میں ہوتا یہ ہے کہ کسی چیز کی حیثیت تبدیل نہیں ہوتی قلب ماہیت حرام ہے یعنی جو چیز اللہ نے جیسے پیدا کی ہے اُسے تبدیل کر کے کچھ اور بنا دینا یہ ممکن نہیں ہے جادو سے کیا ہوتا ہے؟ دنیا میں سب سے زیادہ جب جادوگروں کا زور تھا وہ فرعون کا زمانہ تھا۔

موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے جادوگروں نے مقابلہ بھی کیا تو کوئی بھی پوری سلطنت کا جادوگر موسیٰ علیہ السلام کا تو کچھ نہیں بگاڑ سکا بلکہ موسیٰ علیہ السلام کی برکات جادوگروں کے دلوں میں بھی گھر کر گئی اور انہیں بھی نور ایمان نصیب ہو گیا جادوگروں نے اللہ کے رسول کا کچھ نہیں بگاڑا بلکہ نبی کی برکات نے جادوگروں کے دل بھی منور کر دیئے انہیں بھی نور ایمان نصیب ہو گیا جادو سے ہوتا کیا ہے؟

جادو ہمیشہ شیطانی عملیات ہوتے ہیں۔ شیطانی کلمات ہوتے ہیں اور جادوگر ہمیشہ غلیظ رہتے ہیں بدکار ہوتے ہیں، برائی کرتے ہیں جس قدر بھی انہیں شیطان سے قرب نصیب ہو سکے تو شیطان انہیں جو کلمات سکھاتا ہے وہ ہمیشہ برائی کیلئے استعمال کرتے ہیں لوگوں کو ایذا دینے کیلئے کرتے ہیں اور اُسمیں جہاں تک ممکن ہو شیطان اُن سے تعاون کرتا ہے اور لوگوں کو تکلیف پہنچاتا ہے لیکن کیوں؟ اس لئے کہ وہ لوگ بھی شیطان ہی کے پیروکار ہوتے ہیں جنہیں تکلیف پہنچتی ہے دونوں فریق اُس کے اپنے دوست ہوتے ہیں تو جہاں تک اُس کا بس چلے وہ اُن سے اس طرح کی چیزوں کا اظہار کراتا ہے اس سے لوگوں کو اُن سے عقیدت بڑھتی ہے اور وہ اُن کے ذریعے سے کفریہ عقائد اور باطل نظریات کی ترویج کا کام لیتا ہے لوگ اُن کے عقیدت مند بنتے ہیں وہ پھر لوگوں کو بھی بُرائی سکھاتے ہیں بے دینی سکھاتے ہیں اور یوں کفر بڑھتا رہتا ہے لیکن یہ اُن لوگوں کیلئے ہے جو آوارہ ہوتے ہیں جن کا تعلق اللہ کریم سے نہیں ہوتا جن لوگوں کا تعلق اللہ جلیل سے ہوتا ہے اور وہ اللہ اللہ کرتے ہیں اللہ کو یاد رکھتے ہیں حلال کھانے کی کوشش کرتے ہیں اتباع شریعت کرتے ہیں اُن پر اُن کا کوئی اثر نہیں ہوتا بعثت نبوی علی صاحب الصلوۃ والسلام کے وقت بھی عرب میں بڑے بڑے باکمال جادوگر بھی تھے ستارہ شناس بھی تھے۔ حالات کو اندازوں سے جاننے والے اور بیشمار قسم کے ایسے علوم شیطانی جو تھے وہ مروج تھے۔ لیکن کیا وہ افواج اسلامی کا راستہ روک سکے جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اُن کا کچھ بگاڑ سکے صحابہ کرامؓ کو کسی مہم سے واپس لا سکے کچھ بھی نہیں کر سکے۔ اس لئے کہ جب اللہ کی معیت نصیب ہوتی ہے۔ اللہ کا ساتھ نصیب ہوتا ہے تو شیطان کے داؤ نہیں چلتے بہت بڑی دلیل خواتین اور حضرات سب کے پاس ہے اور یہ میرا خیال ہے انہیں جادوگروں نے سکھائی ہوتی ہے اوہ جی جادو تو برحق ہے نبی کریم ﷺ پر بھی جادو کر دیا گیا تھا بات تو ٹھیک ہے لیکن اُسے اُلٹ دیا گیا ہے۔

عربوں میں بہت سے فنون تھے جادو کیلئے بھی بڑی محنتیں کی جاتی تھیں ایک یہ جو نظر بد ہوتی ہے یہ فطری طور پر بعض انسانوں میں ایک خاص قسم کی waves ہوتی ہیں جو اُن کے مزاج میں اُن کے وجود میں ہوتی ہیں وہ کسی چیز کو حسرت سے دیکھتے ہیں تو وہ ٹوٹ پھوٹ جاتی ہے یا اُسے نقصان ہوتا ہے تو عرب میں اسے ڈیویلپ کیا جاتا تھا جس کے وجود میں یہ چیز ہوتی تھی اُسے باقاعدہ فاقہ کشی کر کے بھوکے رہ کے اُسے ڈیویلپ کرتے تھے اور ارادتاً پھر کسی کو دیکھتے کہ بہت اچھا جوان ہے تو اُس کا کوئی نقصان ہو جاتا یا اس طرح سے تو قرآن کریم نے اُس کا تذکرہ بھی کیا ہے۔

بُرے ارادے رکھتے ہیں کہ یہ اپنی نگاہوں سے نظر بد سے آپ کو نقصان پہنچاتے ہیں لیکن کچھ نہیں بگاڑ سکے جادو کا قصہ یہ ہوا ایک یہودی جو بہت بڑا جادوگر تھا اُس نے کہیں سے نبی کریم ﷺ کے

موئے مبارک حاصل کئے اور کسی کنگھی میں انہیں کچھ جادو پڑھ کے گرہیں دیتا رہا اور بہت سی گانٹھیں لگا کر بڑا جادو کر کے کسی کنوئیں میں پھینک دیئے جس سے آپ کو سر مبارک بھاری محسوس ہوا اور ایسے محسوس ہوا جیسے طبیعت مبارک ناساز ہے تو اللہ کریم نے بتا دیا وحی آ گئی کہ فلاں کنوئیں میں جادو کر کے انہوں نے کنگھی ڈالی ہے آپ نے ایک خادم کو مقرر فرمایا وہ صحابی کنوئیں میں اُترے اور تلاش کیا خشک سا کنواں تھا ویران پڑا تھا وہ تلاش کر کے کنگھی لے آیا اُس میں گرہیں لگی ہوئی تھیں تو معوذتین نازل ہوئیں قرآن کریم کی جو دو آخری سورتیں ہیں یہ نازل ہوئیں اور ایک ایک آیت کریمہ حضورؐ تلاوت فرماتے جاتے تھے تو ایک ایک گرہ از خود کھلتی جاتی تھی۔

جتنی ان دو سورتوں کی آیات میں ہیں اتنی اُس میں گرہیں لگی ہوئی تھیں تو ایک ایک آیت کریمہ حضورؐ تلاوت فرماتے جاتے تھے اور وہ گرہ کھلتی جاتی تھی۔ معوذتین ختم ہوئیں اور وہ گرہیں کھل گئیں اور جادو ختم ہو گیا اب اصل بات تو یہ ہے کہ جادو کا علاج نازل ہوا یہ برحق ہے لیکن کہا یہ جاتا ہے جادو برحق ہے۔ جادو تو باطل ہے۔ ظلم ہے زیادتی ہے شیطانی عمل ہے برحق کیسے ہو گیا برحق تو یہ ہے کہ کوئی جادوگر کسی کو پریشان کرتا ہے تو معوذتین موجود ہیں علاج ہے اللہ کریم نے نازل فرما دیا حضور نبی اکرم ﷺ نے استعمال فرمایا اور ہر مسلمان کو حق ہے اگر کسی کو یہ شبہ ہو گیا ہے کہ جادو ہو گیا تو معوذتین پڑھے اول آخر درود شریف پڑھے اور معوذتین پڑھ کر پھونک ماردیں اپنے آپ پہ ہے تو پانی پہ دم کر کے پی لیں کسی بچے کو کسی دوسرے کو ہے کوئی مسلمان قرآن کی وہ سورتیں ہیں دونوں وہ پڑھ کے سات بار، تین بار، سات بار، گیارہ بار درود شریف اول آخر پڑھ لے اور وہ سورتیں پڑھ کے دم کر دیں تو انشاء اللہ جادو ختم ہو جائے گا اُس میں ڈرنے یا بھاگنے کی کیا بات ہے یعنی وہ جو نزول آیات تھا برحق تو وہ تھا۔

جادو کا علاج برحق ہے لیکن اُسے الٹا دیا گیا کہ اب ہر بندہ یہ بات پلے باندھے پھرتا ہے اور مجھ سے بھی بارہا پوچھتے ہیں کہ جی جادو تو برحق ہے نبی کریم ﷺ پر بھی جادو ہوا تھا۔ بھئی! جادو برحق نہیں ہے جادو تو ظلم ہے، کفر ہے، نجاست ہے، شیطان کی پیروی ہے برحق کیسے ہو گیا برحق وہ علاج ہے جو اللہ کریم نے تجویز فرما دیا اب انسان ہے جس طرح اُسے بظاہر کوئی گولی مارتا ہے تو زخم کرتی ہے مر جاتا ہے اسی طرح یہ جادو کے عملیات کا بھی وہی ہے اگر کوئی جادو سے مارا جائے تو قیامت کو اس جادوگر سے بھی اُسی طرح قتل کا محاسبہ ہوگا۔ اگر کسی کا مال نقصان کیا جاتا ہے تو جس طرح چور، ڈاکو یا دوسرے کسی کا نقصان کرتے ہیں وہی احتساب اُسے دینا پڑے گا عملیات سے کسی کو کوئی پریشان کرتا ہے تو اُس کا وہی محاسبہ ہوگا لیکن یہ سب اُن لوگوں کیلئے ہے جن کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور جن کا تعلق اللہ سے ہے انہیں ان سے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے اور پھر اگر یہ آپ نے رزق حلال کے لئے بھی کوشش کرنی ہے۔ اتباع شریعت کیلئے بھی کوشش کرنی ہے اپنی راتوں کو اللہ کی یاد سے بھی مزین کرنا ہے اور ذکر قلبی بھی نصیب ہے مراقبات بھی نصیب ہیں پھر آپ پر جادو بھی ہو جاتا ہے یہ تو عجیب بات ہے!۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دو، چار جا رہے تھے کہیں مجھے صحیح تعداد یاد نہیں گزر رہے تھے صحرا سے بدوؤں کے خیمے تھے ایک بدو بھاگتا ہوا آیا اور اُس نے کہا جی ہمارے بندے کو سانپ نے کاٹ لیا ہے اور ہم اُسکے بڑے ان کے پاس جڑی بوٹیاں اور کچھ منتر وغیرہ اور یہ وہ سارا کچھ کرتے تھے ہم سب کچھ کر چکے ہیں لیکن اُس کی حالت بگڑتی جا رہی ہے تو آپ اگر ہماری کوئی مدد کر سکیں تو وہ تشریف لے گئے بیمار کو دیکھا اُسے دم کیا وہ ٹھیک ہو گیا انہوں نے بیس بکریاں دیں کہ ہمارا مریض بچ گیا ہے بندے کی جان بچ گئی ہے تو ہمارے پاس تو گلے ہی ہیں بھیڑوں بکریوں کے تو آپ یہ بیس بکریاں

ہماری طرف سے قبول کرلیں تو اُس پہ آپس میں سوچنے لگے کہ یہ لینا جائز بھی ہے یا نہیں تو پھر کسی نے کہا بھائی لے لیتے ہیں اور ساتھ لے چلتے ہیں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہونگے اور وہاں سے پوچھ لیں گے جائز ہونگی تو رکھ لیں گے نہیں جائز ہونگی تو پھر لوٹا جائیں گے تو وہ جب مدینہ منور پہنچے نبی کریمؐ کی خدمت عالی میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس طرح ہم نے دم کر دیا وہ ٹھیک ہو گیا تو بیس بکریاں انہوں نے دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا دم کیا؟ کیا یا رسول اللہ میں نے تو تین بار سورۃ فاتحہ پڑھ کے پھونک ماردی تھی تو آپ ﷺ مسکرائے تمہیں کیسے پتہ چل گیا کہ یہ دم بھی ہے؟۔ مجھے تو کوئی پتہ نہیں تھا یا رسول اللہ انہوں نے کہا میں نے سورۃ فاتحہ پڑھ کے پھونک ماردی وہ ٹھیک ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان بکریوں میں میرا بھی حصہ بھی رکھو یعنی اگر دم کر کے یا نقش دے کر علاج کیا جاتا ہے تو اُس پر اجرت لینا بھی جائز ہے لیکن یہ جادو ٹونے یا ایسی چیزیں نہیں ہیں کہ بندہ اس وہم میں مبتلا ہو جائے کہ کسی نے میرا رزق بند کر دیا ہے یا میری اولاد کا پیدا ہونا بند کر دیا ہے یا دوکان کا چلنا بند کر دیا ہے یا بچوں کی شادی میں کسی نے جادو کر دیا ہے یہ سارے وہم ہیں اور یہ اس بات کی دلیل ہیں کہ بندے کا ایمان اللہ پر کمزور ہے ہر مرض کا ایک علاج ہوتا ہے اور بعض پھر آخر میں وہ دوائیں آ جاتی ہیں جنہیں لائف سیونگ ڈرگ (Life Saving Drug کہا جاتا ہے زندگی بچانے والی دوائیں اگر وہ بھی نا کام ہو جائیں تو وہ بندہ نہیں بچتا۔

یہ جو ذکر الٰہی ہے یہ لائف سیونگ ڈرگ ہے آخری علاج ہے کسی کے ایمان کو بچانے کیلئے اگر اس کے بعد بھی اُس کا اللہ پر اعتماد نہیں ٹھہرتا ہے اور اُسے اللہ پر اعتبار نہیں آتا اور پھر وہ جادوگروں کے چکر میں ہی پھنسا ہوا ہے اُس کا بچنا مشکل ہو جائے گا اور پھر بڑے مزے کی بات یہ ہے جادوگر نے اگر جادو کر دیا تو جاتے پھر بھی جادوگروں ہی کے پاس ہیں علاج کیلئے۔

میر بھی کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اُسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

بھئی اگر کسی نے جادو کر دیا ہے تو آپ پھر جادوگر ہی کے پاس جاتے ہیں جو بیماری ہے اُسی کے گھر جاتے ہیں پہلے شیطان آپ کو پریشان کر رہا ہے آپ شیطان کے کارندوں کے پاس ہی جاتے ہیں یہ کیا علاج ہے اگلے روز دو نوجوان آ گئے میں باہر بیٹھا تھا شام کے وقت او جی ہم گجرات سے آئے ہیں وکیل ہیں عدالت کا وقت ختم ہوا تو ہم آ گئے ہیں تو رب کو تلاش کر رہے ہیں بڑی جگہوں پر گئے بڑی خانقاہیں بڑے دربار پھرے لیکن جہاں جاتے ہیں وہی دنیاداری ہی ہے کوئی اللہ کا پتہ۔ رب کا پتہ کوئی نہیں بتاتا تو میں نے اُن سے مذاق میں کہا کہ اللہ کریم تو گم نہیں ہوتے ہم خود گم ہو جاتے ہیں اپنے آپ کو کھو دیتے ہیں خود کو تلاش کر لو۔

من عرف نفسه فقد عرف ربه . اللہ تو ہر جگہ موجود ہے اللہ تو گم نہیں ہوتا ہم خود گم ہو جاتے ہیں اور خود کو کھو دیتے ہیں تو آپ اپنے آپ کو تلاش کر لو کہ تم کہاں ہو؟ کون ہو؟ کیسے ہو؟' تو اللہ کریم تو تمہیں اپنے اندر بھی نظر آئے گا باہر بھی نظر آئے گا۔ ساتھ بھی نظر آئے گا ہر وقت ہر جگہ موجود ہو گا۔

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے **وان کل نفسا لما علیہا حافظہ** کہ ہر متنفس پر حفاظت کرنے والے موجود ہیں اسکی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ کریم ہر انسان کے ساتھ محافظ فرشتے لگا دیتا ہے اور اگر یہ حفاظت کرنے والے فرشتے نہ ہوتے تو شیاطین شائد مسلمانوں کا جینا محال کر دیتے گمراہ نہ کر سکتے تو قتل ہی کر دیتے لیکن ایک ایک بندے پر وہ خود ہی جانے کہ کتنے فرشتے مقرر ہیں ہم ارادہ کرتے ہیں ہاتھ کو حرکت دے لیتے ہیں لیکن ایک نس ایک پٹھے پر

فرشتے مقرر ہیں جو اُس کو بحال رکھتے ہیں جو اُس کو حرکت کی قوت اُس میں رکھتے ہیں جو اُسے حرکت دیتے ہیں، ہم کھانا کھاتے رہیں چبانے کی قوت ہے نگلنے کی۔ حلق سے اُتارنے کی قوت ہے۔ معدے میں ہضم کرنے کی صلاحیت ہے اُس سے خون گوشت بننے کی یہ سارا عمل جو ہے جس طرح کمپیوٹرائزڈ مشین ہوتی ہے لیکن ہر ہر عمل کیلئے الگ الگ آپریٹر موجود ہوتا ہے جو اُس کی نگہداشت کرتا ہے کہیں سے غلطی ہونے لگے ٹوٹنے لگے چلا دیتا ہے اسی طرح یہ سارا اسٹم بیشک خودکار ہے آٹومیٹک ہے لیکن ہر ہر عمل پر فرشتے مقرر ہیں اور مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ ہمیں جو بیماری اور دکھ بھی آتا ہے وہ بھی من جانب اللہ اُس فرشتے کو اُس جگہ کام سے روک دیا جاتا ہے اگر جگر نے کام چھوڑ دیا یا تلی خراب ہوئی یا دل میں کوئی گڑ بڑ ہوئی تو اُس فرشتے کو روک دیا جاتا ہے کہ یہاں تم کام روک دو تو وہ کام رک جاتا ہے۔ جب وہ چاہتا ہے تو حکم دیدیا ہے چلا دو تو چل پڑتا ہے ہم کہتے ہیں علاج سے چل پڑا لیکن دراصل اُس سارے نظام پہ وہ موجود ہے۔

تو اگر کسی پہ جادو بھی ہوتا ہے یا اُسے جادو سے تکلیف ہوتی ہے تو اس کا مطلب ہے اُس کا دفاع وہ محافظین فرشتے نہیں کرتے۔ کیوں نہیں کرتے؟ اللہ کریم روک دیتا ہے کہ اسے مار کھانے دو تو پھر جادو کا علاج یہ تو نہیں ہے کہ جادوگر کے پاس جاؤ پھر اُس کا علاج تو یہ ہے کہ اُس حکیم ودانا کے پاس جاؤ جس کے ہاتھ میں جس کے دست قدرت میں سارا نظام ہے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جادو نہیں ہے لیکن یہ اقرار بھی نہیں کیا جا سکتا کہ جادو بہت بڑی طاقت ہے' **ان کید الشیطن کان ضعیفا**. شیطان کی ساری تدبیریں کمزور ہیں اور جادو کا بھی علاج وہی ہے جو گمراہی کا علاج ہے۔ شیطان گمراہ کرتا ہے انسان کو اس سے بُرائی کرواتا ہے اُس سے غلط کام کرواتا ہے۔ اُس غلط کاری کا اثر اُس کے ایمان پہ پڑتا ہے رفتہ رفتہ اُس کا ایمان کمزور ہو جاتا ہے اور اگر بُرائی پہ ہی کاربند رہے تو ایمان رخصت ہو جاتا ہے آدمی نام کا مسلمان رہ جاتا ہے لیکن حقیقتاً وہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے تو وہی طریقہ کار جادو کا بھی ہے اور جادو سے ہوتا یہ ہے کہ قلب ماہیت نہیں میں عرض کر رہا تھا کہ کوئی چیز کی حقیقت تبدیل نہیں ہوتی جیسے جادوگروں نے لاٹھیوں کے اور بڑی بڑی لکڑیوں کے شہتیروں کے اور بڑے بڑے رسوں کے اژدھا بنا دیئے موسیٰ علیہ السلام کے سامنے تو قرآن کریم فرماتا ہے۔

یُخیل الیھم انھا تسعا. یعنی لکڑیاں اور رسیاں تو لکڑیاں اور رسیاں ہی تھیں قلب ماہیت نہیں ہوا لکڑی اژدھا نہیں بنی۔ قوت متخیلہ جو تھی انسانوں کی وہ متاثر ہوئی اور انہیں وہ اژدھا اور سانپ نظر آتے تھے لیکن دراصل رسی رسی ہی تھی لکڑی لکڑی ہی تھی لیکن جادو نے دیکھنے والوں کی قوت متخیلہ کو متاثر کیا اب انہیں وہ اب جو چیز نظر کے سامنے آتی ہے تو قوت متخیلہ اُس کا تجزیہ کرتی ہے وہ ہمیں بتاتی ہے یہ انسان ہے یہ جانور ہے ہم طے کر لیتے ہیں کہ یہ کاغذ ہے' یہ قلم ہے' یہ لفظ ہے تو اگر وہاں قوت متخیلہ میں کوئی گڑ بڑ ہو جائے بندہ پاگل ہو جائے تو اُسے درخت انسان نظر آتا ہے وہ جھاڑی سے باتیں کر رہا ہوتا ہے اُسے جانور کچھ کا کچھ نظر آتا ہے حقیقت میں کچھ اور ہوتا ہے پاگل اُسے کچھ اور سمجھ رہا ہوتا ہے چونکہ اُس کی قوت متخیلہ گڑ بڑ کر چکی ہوتی ہے۔ خراب ہو چکی ہوتی ہے تو جادو چیز کی حیثیت کو نہیں بدلتا قوت متخیلہ کو متاثر کرتا ہے اور بندے کو لگتا ہے کہ ایسا ہو رہا ہے تو وہ اتنے زبردست جادوگر تھے کہ موسیٰ علیہ السلام کو بھی وہ اژدھا نظر آئے فوراً اللہ کریم نے فرمایا کہ آپ اس بات کی پرواہ نہ کریں کہ کتنے بڑے بڑے اژدھے بن گئے بس آپ اپنی لاٹھی پھینک دیں تو جو کچھ بنا تھا وہ اُس آپ کے ہاتھ کی لاٹھی تھی اُس نے سارے نگل لئے اتنا بڑا اژدھا اُس لاٹھی کا بنا جو موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی تھی کہ وہ جتنے انہوں نے

رسے یا لاٹھیاں یا شہتیر جو بنائے تھے اژدھا نظر آ رہے تھے اُن سب کو نگل گئی اور جب آپ نے پکڑی تو وہ ہاتھ میں پکڑنے کی لاٹھی تھی یہی سبب تھا کہ اللہ نے اُسے جادوگروں کیلئے ایمان کا ذریعہ بنا دیا۔

جادوگر بھی یہ جانتے تھے کہ جادو کیا جاتا ہے قوت متخیلہ متاثر ہوتی ہے لکڑی کا سانپ نظر آتا ہے تو اگر سامنے والا جادوگر اُس جادوگر سے تکڑا ہو اور اُس کا جادو باطل کر دے تو اُسکی سامنے والے کی قوت متخیلہ درست ہو جائے گی اور اُسے پھر وہ سانپ نہیں لکڑی نظر آنے لگے گی یہ کیسے ممکن ہے کہ یہ جو میدان بھرا تھا وہ سارا خالی کیسے ہو گیا اور یہ اتنی سی لاٹھی سب کو کھا گئی اور پھر وہ نہ بڑھی نہ گھٹی پھر اتنی ہی لاٹھی ہے تو یہ جادو نہیں یہ اللہ کریم کی دی ہوئی طاقت ہے اور یہ اللہ کا نبی ہے برحق ہے اور یہ معجزہ ہے لہذا انہوں نے ایمان قبول کر لیا۔

تو بندے کو اللہ کا ساتھ نصیب ہو نبی کریم ﷺ کی اطاعت نصیب ہو قرآن کریم تیس پارے اُسکے پاس ہوں تو پہلی بات تو یہ ہے کہ کسی دم کرنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی تلاوت کو اپنا شعار بنائیں اور اپنے دنوں کو راتوں کو تلاوت سے مزین رکھیں چند آیات پڑھ لیں ایک رکوع پڑھ لیں ایک پارہ پڑھ لیں لیکن کوئی دن تلاوت سے خالی نہ جائے درود شریف پڑھتے رہا کریں اٹھتے بیٹھتے ' چلتے پھرتے ذکر کرنے والے پر جادو کا ہونا آسان بات نہیں ہے پاک صاف رہیں اللہ کو یاد رکھیں اور پھر جادو سے ڈر کر جادوگروں کے چنگل میں نہ پھنسیں یعنی جہاں سے بیماری چمٹ رہی ہے وہیں علاج کیلئے نہ جائیں اللہ پر اعتماد کو بحال رکھیں اگرچہ بڑے بڑے ماہر جادوگر سارے شکست کھا گئے تھے اور فنا ہو گئے تھے اور ذلت آمیز طریقے سے پسپا ہو گئے تھے بلکہ یوم بدر تو خود شیطان بھی ساتھ آیا تھا اہل مکہ کے تفاسیر میں موجود ہے اور قرآن کریم میں موجود ہے وہ آیت کہ اُس نے کہا ایک بہت بڑا قبائلی سردار تھا اُس کے روپ میں بہت سا لشکر لیکر آیا اور بڑی ہمت بندھائی مکہ والوں کی اور جب صفیں بننے لگیں تو وہ بھاگنے لگا انہوں نے کہا بھائی تم اتنے بہادر ہو تم بھاگ رہے ہو اُس نے کہا بات یہ ہے کہ۔

انی اریٰ مالا ترون۔ میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تمہیں نظر نہیں آتا اُس نے دیکھا کہ اُدھر تو ملائکہ کا نزول ہو رہا ہے فرشتوں سے کون لڑے گا اللہ کا نبی ہے برحق تو وہ بھاگنے لگا تو ابوجہل نے کہا کہ بھئی اب میدان چھوڑ کر لڑائی سے پہلے ہی کیوں بھاگ رہے ہو؟ اُس نے کہا جو میں دیکھ رہا ہوں وہ تمہیں نظر نہیں آ رہا انی اخاف اللّٰہ. میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں اللہ سے لڑ نہیں سکتا تو خود شیطان کو بھی بھاگنا پڑا لیکن سامنے وہ جانثار تھے جنہیں واقعی فنا فی الرسول حاصل تھا اور جو اللہ کے بندے تھے اللہ پہ اعتماد تھا اللہ کے نبی پہ اعتماد تھا۔

تو یہ ساری کاوش یہ سارے ذکر اذکار اس لئے ہیں کہ دنیا میں طاغوتی طاقتوں کا مقابلہ کیا جائے نہ کہ اُن کے سامنے سرنگوں ہو کر اُن کے پیچھے بھاگنا شروع کر دیں جادو کوئی ایسی قوت نہیں ہے جو بندہ مومن کو متاثر کر سکے۔

اللہ کریم ان مصیبتوں سے بچائے اور اگر جادو ہے تو ہمیں جادو کو باطل ثابت کرنا ہے بیکار ثابت کرنا ہے اُسے پاؤں کے نیچے روندنا ہے جادوگروں کے پیچھے بھاگنا نہیں ہے چونکہ کائنات اللہ کے دست قدرت میں ہے اور جب لوگ اللہ کا دروازہ چھوڑ دیتے ہیں غیر اللہ کے سامنے جھکتے ہیں تو اللہ بھی اُنکی پرواہ نہیں کرتا کہ شیطان اُن پر کس طرح سواری کر رہا ہے۔

اللہ کریم استقامت نصیب فرمائے ان چیزوں میں غور فرمایئے اور ان پہ احتیاط کیجئے۔

وآخر دعونا ان الحمدللّٰہ رب العلمین

☆☆☆

قلب

''ہم سب کو اپنے اپنے دلوں کا جائزہ لینا چاہئے' اپنے اپنے سینوں میں جھانک کر دیکھنا چاہئے کہ کہیں میرے مقصد میں کوئی کھوٹ تو نہیں' کہیں میرے کلمے میں کوئی دھوکا تو نہیں ہے' کہیں میرے ارادوں میں جھوٹ تو شامل نہیں ہے کم از کم خدا اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو انسان کھرا رہے غلطی ہو جائے' گناہ ہو جائے' گناہ کو گناہ تو سمجھے' غلطی کو غلطی تو سمجھے اور یہ کہتا رہے کہ اللہ تو برحق ہے' تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا وہ حق ہے' جو میں کر رہا ہوں' یہ غلط ہے کم از کم یہ تو ہوا اگر یہ بھی نہ رہے تو پھر اس کا کام تمام ہوا۔''

ماخوذ از ''تعلیمات و برکات نبوت صلی اللہ علیہ وسلم''

تعاون

تاجران کاٹن یارن اینڈ پی سی یارن

شیخ ناصر' شیخ عبدالستار گلی نمبر 1 بالمقابل رحمان مارکیٹ
منٹگمری بازار' فیصل آباد' فون 041-2617075-2611857

امیر المکرّم ملک محمد اکرم اعوان مدظلہ' کے فی البدیہہ خطابات پر مشتمل منفرد انداز کی پہلی بیانیہ تفسیر قرآن حکیم

اکرم التفاسیر سے اقتباس......

اعوذ باللہ من الشیطٰنِ الرجیم٥

بسم اللہ الرحمٰنِ الرحیمٌ٥

ترجمہ:

''اس سے بڑا ظالم کون؟ جس نے اللہ کی مسجدوں سے روکا کہ ان میں اللہ کا نام لیا جائے' اور اس کی ویرانی کی کوشش کی' ان لوگوں کے لئے (حق) نہ تھا کہ وہاں داخل ہوتے' مگر ڈرتے ہوئے ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔ اور اللہ کے لئے ہے مشرق اور مغرب' سو جس طرح تم منہ کرو اسی طرف اللہ کا سامنا ہے' بے شک اللہ وسعت والا' جاننے والا ہے''۔ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۱۴

خلاصہ تفسیر و معارف

اللہ کریم کی نافرمانی جو بھی ہو وہ ظلم ہے۔ جہاں بھی ہو' جیسے بھی ہو' کمیت اور کیفیت کے حساب سے اس میں فرق ہو سکتا ہے۔ کہ یہ تھوڑا ظلم ہے' زیادہ ظلم' بہت زیادہ ظلم ہے لیکن ظلم آخر ظلم ہے اور سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے۔ ان الشرک لظلم عظیم کہ اللہ کی ذات یا اس کی صفات میں کسی اور کو شریک کیا جائے یا کسی اور کو ایسا مانا جائے جیسا صرف اللہ کا حق ہے' یہ بہت بڑا ظلم ہے اسی طرح دوسرا بڑا ظلم یہ ہے کہ مساجد کو اور ان گھروں کو جو اللہ کی عبادت کیلئے وقف کر دیئے گئے ہوں' اللہ کے ذکر سے محروم کر دیا جائے یعنی لوگوں کو ذکر الٰہی سے روک دیا جائے۔

مسجد اس جگہ کو کہتے ہیں جو کلی طور پر صرف عبادت الٰہی کے لئے صرف سجدہ گاہ بنا دیجائے اور اس میں کسی کا مالکانہ عمل دخل نہ ہو' انتظامی امور کا انجام دینا الگ بات ہے لیکن مالک اس کا صرف اللہ ہے۔ مسجد کا احترام اس حد تک ہے کہ مسجد میں دنیاوی کاروبار کی بات کرنا بھی حرام ہے۔ مسجد میں بیٹھ کر اگر کوئی بات بھی کرے تو عظمت الٰہی کی کرے' دین کی کرے' سیکھنے سکھانے کی کرے' مسائل کی کرے۔ گپ شپ کرنا' حال احوال پوچھنا اور دنیاوی کاروبار کی بات کرنا حرام ہے۔

امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتیاز

مسجد اللہ کریم کا اتنا بڑا انعام ہے کہ یہ بھی امت محمدیہ ﷺ کی خصوصیت ہے۔ ورنہ پہلے زمانے میں انبیاء علیہ السلام کی پہلی امتوں میں جو جگہ مسجد کے لئے مختص کر دیجاتی اُس کے علاوہ کسی دوسری جگہ نماز ادا نہ ہوتی اور لازم ہوتا کہ ہر فرد وہیں پہنچے۔ یہ اللہ کریم کا احسان ہے کہ اس امت کے لئے اس نے ساری زمین کو مسجد قرار دے دیا۔ نبی ﷺ اپنے فضائل ارشاد فرماتے ہیں جعل لی الارض مسجدا و طھورا۔ کہ میری وجہ سے اللہ کریم نے زمین کو دو خصوصیات دیں' ایک تو ساری زمین کو مسجد قرار دے دیا جہاں وقت ہو جائے سجدہ کر لے۔ وقتی طور پر اس کے لئے وہی مسجد ہے اور اس کا سجدہ قبول ہے۔ دوسری خصوصیت جو میری قدم مبارک زمین پر پڑنے سے مٹی کو نصیب ہوئی' وہ یہ ہے کہ مٹی کو پاک کرنے والا بنا دیا۔ اب گھی کتنا قیمتی ہے اور پانی کتنی عام شے ہے مگر ناپاک بھی ہو

سکتا ہے لیکن آپ ناپاک پانی یا گھی سے دھوتے رہیں تو پاک نہیں ہوں گے۔ کسی تیل سے دھوتے رہیں، گھی سے دھوتے رہیں، شہد سے دھوتے رہیں تو وہ گھی اور شہد ناپاک ہو جائے گا، ہاتھ پاک نہیں ہوں گے، صاف پانی سے دھوئیں گے تو پاک ہو جائیں گے پانی میں یہ خصوصیت تھی کہ وہ طہارت دیتا تھا اور صفائی کر دیتا تھا، غلاظت کو لے جاتا تھا آپ ﷺ نے فرمایا اللہ نے میری وجہ سے یہ خصوصیت مٹی کو دی اور پھر مزید فرمایا کہ پانی جلد کو پاک کرتا ہے، لیکن کسی وجہ سے پانی میسر نہ ہو اور مٹی سے تیمّم کیا جائے تو ہڈیاں اور ہڈیوں کا گودا تک پاک ہو جاتا ہے۔

مسجد میں فساد۔ ظلم عظیم

اس اعتبار سے زمین پر رہتے بستے ہوئے زمین میں فساد کرنا گویا اللہ کی مسجد میں فساد کرنا ہے پھر جو ٹکڑے اس روئے زمین پر سجدہ گاہ کے لئے مخصوص کر دیئے جاتے ہیں ان مساجد کو غیر آباد کرنا یا وہاں عبادات کیلئے رکاوٹ ڈالنا، اس میں قتل و غارت کرنا، لوگوں کی توہین کرنا، فساد کرنا، فرمایا اس سے بڑا کون ہوگا؟ ومن اظلمُ اس سے بڑا ظالم کون ہوگا؟ ومن اظلمُ اس سے بڑا ظالم کون ہوگا۔ یعنی بہت بڑا ظالم ہے ایسا شخص جو منع کرتا ہے کہ اللہ کی مسجد میں اللہ کا ذکر نہ کیا جائے۔ جیسے مشرکین مکہ بتوں کو تو کعبے میں سجائے ہوئے تھے لیکن بیت اللہ میں اللہ کے نبی ﷺ اور امام الانبیاء ﷺ کو داخل ہونے سے مانع تھے ویسے بھی یہ جرم ہے کہ آپ کسی بھی اللہ کے بندے کو اللہ کی عبادت کرنے سے مسجد میں روک دیں مساجد کو غیر آباد کرنے کے مختلف طریقے یا مختلف درجے ہیں مثلاً مسجد کے پڑوس میں آپ اتنا شور کرتے ہیں کہ لوگ نماز ادا نہیں کر سکتے، گانا بجانا شروع کر دیتے ہیں، ڈھول تماشا پیٹنا شروع کر دیتے ہیں، نماز کے اوقات میں کوئی ایسا کام شروع کر دیتے ہیں کہ نمازی اس سے پریشان ہوتے ہیں یا کسی کو مسجد میں آنے سے روکتے ہیں، یا پھر خود نماز تو ادا کرتے ہیں لیکن بلا عذر شرعی مسجد میں جانے کا تکلف نہیں کرتے۔ عذر شرعی ہو تو پھر اور بات ہے کوئی بیمار ہے کوئی چل نہیں سکتا، مسجد دور ہے وہاں تک جا نہیں سکتا یا فجر کی، رات کی نماز ہے راستے میں خطرہ ہے کوئی کتا کاٹ لے گا یا کوئی بندہ روک لے گا یا بارش ہے طوفان ہے اور آدمی نہیں جا سکتا، یہ سب شرعی عذر ہیں لیکن جہاں کوئی عذر نہ ہو اور محض سستی کی وجہ سے مسجد میں نہ جانا اور گھر پہ نماز پڑھ لینا، یہ بھی مسجد کی غیر آبادی کا سبب ہے۔

عبادت گاھوں کا احترام ضروری ھے

یہ جو آج کل رواج ہے، کہ مساجد میں نمازیوں پر گولی چلا دی، وہاں بم پھینک دیا، یہ تو انتہائی ظلم ہے کوئی کیسا ہی برا آدمی ہو اور کیسا ہی بدعقیدہ ہو، خواہ مسلمان نہ ہو، ہندو سکھ ہو، عیسائی ہو یہودی ہو، جب وہ اپنی عبادت گاہ میں جاتا ہے تو اپنے طریقے سے جو کچھ وہ کر رہا ہوتا ہے اپنے پورے خلوص سے کرتا ہے اس لئے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا کہ عبادت خانوں میں عبادت کرنے والوں کو پریشان نہ کیا جائے خواہ وہ کسی فرقے، کسی طبقے کے ہوں، بت پوج رہے ہیں یا آگ پوج رہے ہیں جہاد میں بھی نبی کریم ﷺ نے افواج اسلامی کو یہ حکم دیا کہ کسی عبادت خانے میں، کسی معبد میں عبادت کرنے والوں کو پریشان نہ کیا جائے، انہیں چھیڑا نہ جائے چہ جائیکہ اہل حق ہوں، اللہ کی مسجد ہو، اللہ کا دین اور اللہ کے نبی ﷺ کے حکم اور سنت کے مطابق وہاں جو عبادت کے لئے جمع ہوتے ہیں انہیں پریشان کیا جائے یا وہاں قتل و غارت گری کی جائے مسجد کو ویران کرنے کا سبب پیدا کیا جائے فرمایا اس سے بڑا ظلم کیا ہوگا؟ بہت بڑا ظلم ہے بلکہ مسجد بارگاہ الٰہی ہے دربار الٰہی اور جو بھی حق پرست، جو بھی اللہ کا بندہ مومن وہاں اللہ کی حضوری کے لئے حاضر ہوتا ہے تو اللہ کی بارگاہ میں خود کو پیش کرتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ حدیث کا مفہوم ہے نمازی کے آگے سے نہ گزرو کہ وہ اپنے رب سے سرگوشیاں کر رہا ہے' بات کر رہا ہے' آپ درمیان سے کیوں گزرتے ہیں؟ وہ اپنے پروردگار سے اپنا دکھ کہہ رہا ہے' اپنا درددل کہہ رہا ہے' اس کی تعریف بیان کر رہا ہے' اپنی ضرورت بیان کر رہا ہے' تو تم درمیان میں مت آؤ اس کا مطلب ہے مسجد وہ جگہ ہے جہاں جلالت باری کا اظہار ہوتا ہے عظمت الٰہی کا اظہار ہوتا ہے مسجد اللہ کا دربار ہے جہاں براہ راست ہر مسلمان اللہ کی ذات کو سجدہ کرتا ہے۔ اس کے اور اس کے معبود برحق کے درمیان کوئی نہیں ہوتا۔ **الصلوٰۃ معراج المومن قال رسول اللہ** ﷺ نماز مومن کی معراج ہے' صلوۃ مومن کی معراج ہے' جس طرح آقا نامدار ﷺ معراج پر تشریف لے گئے جہاں ایک اللہ تھا اور ایک اللہ کا رسول تھا' روبرو بالمشافہ گفتگو نصیب ہوئی اسی طرح اپنی حیثیت کے مطابق معراج ہے کہ اللہ سے ہم سخن ہے اللہ سے گفتگو کر رہا ہے اللہ کے حضور اپنی گزارشات پیش کر رہا ہے مساجد میں اللہ اور بندے کے مابین جب یہ معاملہ ہو تو اس حالت میں **وسعیٰ فی خرابھا**.

مساجد میں فساد برپا کرنے میں کوشاں ہو۔ دوسروں کو روکنا یا رکاوٹ کا سبب بننا یا مسجد کو اس حال میں پہنچا دینا کہ چند لوگ تو نماز ادا کریں اور چند بندوق لے کر پہرہ دیں ظلم کی انتہا ہے جبکہ عین حالت جنگ میں حکم ہے کہ جنگ ہو رہی ہے اور نماز کا وقت آ گیا ہے تو اللہ کریم نے فرمایا کہ آدھی فوج نبی کریم ﷺ کے پیچھے صف بستہ ہو جائے اور آدھی کمربستہ شمشیر بستہ کفار کے مقابلے میں کھڑی رہے اور جب یہ دو رکعت ادا کر چکیں تو یہ کفار کے مقابلے میں چلے جائیں اور دوسری دو رکعت میں پہلے والے آ کے حضور ﷺ کے ساتھ شامل ہو جائیں اور چار رکعت میں دوگانہ پڑھیں۔ مجاہد' آدھے پہلی دو رکعت' آدھے پچھلی دو رکعت آدھے شمشیر بکف رہیں۔ ایسا نہ ہو کہ کفار آپ کو حالت عبادت میں مشغول دیکھ کر ہلہ بول دیں اور نقصان پہنچائیں۔ یہ بات تو میدان جنگ کی ہے لیکن اب عام حالات میں بھی مسجد کے باہر بندوق بردار کھڑے کر کے نماز پڑھنی پڑے تو سوچنا یہ پڑتا ہے کہ کیا ہم میدان جنگ میں ہیں اور دوسری طرف باہر کافر ہیں یا مشرک ہیں جو ہمیں مارنا چاہتے ہیں کافر یا مشرک سے جو کام کرنے کا خطرہ ہے وہی کلمہ گو بھی کرے تو فرق کیا رہے گا اور پھر اس کو جوانمردی سمجھنا اور اس کو جہاد کا نام دینا کیسی عجیب بات ہے یہ تو دین کے ساتھ مذاق ہے جو ایک الگ جرم ہے مساجد کی ویرانی ایک الگ جرم ہے اور جرم کو ثواب سمجھنا' یہ تو دین کا مذاق اڑانے والی بات ہے!

مسجد کے آداب

فرمایا: مسجد کا تو حق یہ ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا خان بھی آئے **ماکان لھم ان یدخلوھا الا خائفین** مسجد میں داخل ہو تو لرزاں و ترساں کہ میں اس بے نیاز اور رب ذوالجلال اور اس رب کریم کی بارگاہ میں حاضری دینے کے لئے جا رہا ہوں' اس کے روبرو جا رہا ہوں جو نہ صرف میرا حلیہ دیکھ رہا ہے' میرا لباس دیکھ رہا ہے بلکہ میرے دل کی ایک ایک دھڑکن سے واقف ہے' میری سوچ اور فکر کا ایک ایک گوشہ اس پر عیاں ہے۔ میرے باطن کی ایک ایک کیفیت اس کے سامنے ہے اور میں اس کے حضور اپنی گزارشات پیش کرنے جا رہا ہوں میں اس کی ملاقات کو جا رہا ہوں میں اس کے سامنے کھڑا ہونے لگا ہوں۔ تو انہیں عظمت الٰہی سے لرزاں و ترساں مسجد میں داخل ہونا چاہئے نہ کہ گپ شپ کرتے بے دھیانی سے یا بے خوفی سے یا بیٹھ کر دنیا کی باتیں شروع کر دیں اگر آپ زیادہ دیر نہیں بیٹھ سکتے ہیں تو جتنی دیر مسجد میں ہیں' اللہ اللہ کریں یا جلدی سے تو آرام سے نماز ادا کریں اور باہر چلے جائیں اپنا کام کاج کریں کون روکتا

ہے مسجد میں بیٹھ کر باتیں نہ کرے دنیا کی بات نہ کرے' اور مسجد کی عظمت کا خیال رکھے۔

مسجد کی حدود

شرعاً ایک دفعہ جب ایک قطعہ زمین مسجد کے لئے مختص ہو جاتا ہے تو وہ تحت الثریٰ سے لے کر عرش اولیٰ تک مسجد ہوتی ہے اور ہمیشہ کے لئے ہوتی ہے' قیامت تک کے لئے ہوتی ہے کوئی مسلمان اسے تبدیل نہیں کرسکتا۔ کفار کے قبضے میں ملک چلے گئے انہوں نے تباہ کر دیا اس کے ذمہ دار وہ ہیں لیکن اگر مسلمان کا اختیار اس پر واپس آئے تو پھر اس پہ فرض ہو جاتا ہے کہ مسجد کی تعمیر کر کے اسے پھر سے بحال کرے۔ کچھ عرصہ پہلے برطانیہ میں ایک صورتحال پیش آئی تھی' مسجد کے لئے جگہ خریدی گئی اور مسجد بنائی گئی تو کسی دوسرے فرقے نے مسجد کے اوپر اپنی عبادت گاہ بنانے کے لئے جگہ خرید لی۔ معاملہ عدالت میں پیش ہوا تو یہی دلیل مسلمانوں کے وکیل نے دی تھی کہ مسجد کے لئے جو جگہ خریدی جاتی ہے' پھر وقف کر دی جاتی ہے' ہمارے دین کے مطابق تحت الثریٰ سے لے کر عرش عظیم تک وہ مسجد بن جاتی ہے اس میں نہ اس کے نیچے تہہ خانہ بنا کر کوئی کاروبار کیا جا سکتا ہے نہ اس کے اوپر دوسرا کوئی گھر یا دوسرا کوئی معبد بنایا جا سکتا ہے۔ اگر ایسا ہوگا تو یہ دین میں مداخلت ہوگی جو برطانیہ کے قانون میں بھی درست نہیں' حکومت برطانیہ نے یہ دلیل قبول کی تھی کہ واقعی ہمارے قانون میں بھی کسی کے مذہب میں مداخلت کی اجازت نہیں ہے اور اگر یہ ان کے مذہب کا فیصلہ ہے تو بیچنے والے کو چاہئے تھا کہ وہ پہلے سے زیادہ قیمت لے لیتا کہ میں ساری بلندی بیچ رہا ہوں ساری کی قیمت لوں گا اب کچھ نہیں ہو سکتا اور واقعی ان غیر مسلموں نے بھی اسلام کے اس اصول کا احترام کیا۔

مسجد کی عظمت یہ ہے کہ یہ خطہ زمین تحت الثریٰ سے لے کر عرش معلی تک صرف اور صرف اللہ کے سجدوں کے لئے وقف ہو جائے۔ ہمارے علماء حضرات' خطیب یا امام کا گھر یا تو مسجد کے ساتھ بناتے ہیں یا اوپر بناتے ہیں اور یہ وضو خانے اور حجرے وغیرہ باہر ہوتے ہیں جہاں سجدے نہیں کئے جاتے ہیں وہاں بناتے ہیں لیکن مسجد کی چھت پر آپ کوئی گھر نہیں دیکھیں گے۔

مسجد اور اللہ تعالیٰ کی حضوری

آپ کسی ایسے آدمی کے سامنے جائیں جو آپ کی کسی خطا سے واقف ہو' ہم نے کوئی چوری کی! ہم نے کوئی غلطی کی کسی دوسرے نے دیکھ لیا اب زندگی بھر اس کی منت سماجت کرتے رہتے ہیں کہ میرے بھائی! میرا پردہ میری آبرو رکھنا اس کے سامنے جاتے ہوئے ہم گھبراتے ہیں کہ سامنا نہ ہی ہو تو بہتر ہے اس بے نیاز کے حضور جس کی نظر میں ہماری ساری خطائیں موجود ہیں ہماری ساری لغزشیں موجود ہیں' ہم کس طرح بے خطر ہو کر اور دندناتے ہوئے جائیں؟ فرمایا لرزاں و ترساں داخل ہو اور اگر ایسا نہیں ہے' جو مسجد میں فساد کرتا ہے' مسجد میں یاد الٰہی کو' ذکر الٰہی کو' اللہ کی عبادت کو' صلوۃ قیام وسجود کو' یا مسجد میں داخلے سے روکتا ہے دندناتا ہوا آتا ہے اور نمازیوں کو پریشان کرتا ہے تو جو بھی طریقے مسجد کی خرابی کے ہیں' ان میں سے وہ جو بھی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لھم فی الدنیا خزی ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم ۝ ایسے لوگ دنیا میں بھی ہمیشہ ذلیل و رسوا ہو کر رہتے ہیں' دنیا میں بھی کبھی انہیں چین وسکون نہیں ہوتا' ذلت و رسوائی ان کا مقدر بن جاتی ہے اور بعد موت آخرت میں ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔

مشرق ومغرب اللہ تعالیٰ کے ہیں

فرمایا: وللہ المشرق والمغرب' یوں تو ساری کائنات اللہ کی ہے مشرق بھی اس کا ہے' مغرب بھی اس کا ہے' فاینما تولوا فثم

وجہ ُاللّٰہ . تم کسی طرف بھی رخ کرلو‘تم اللہ کے روبرو ہو۔ یہود کے علماء نے یہ بڑااعتراض بنالیا تھا کہ مسلمانوں کا دین عجیب ہے! یہ پہلے اتنا عرصہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھتے رہے‘اب انہوں نے بیت اللہ کی طرف منہ کر کے پڑھنا شروع کر دیں تو بھلا وہ قبول ہوں گی جو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھیں تھیں یا یہ منظور ہوں گی جو بیت اللہ کی طرف منہ کر کے پڑھ رہے ہیں؟ اللہ کریم نے فرمایا کہ تمام سمتیں میری اپنی ہیں اور میں ہر جگہ موجود ہوں۔ یہ تو میرے حکم کی پابندی ہے۔ میں نے حکم دیا بیت المقدس کو قبلہ بناؤ انہوں نے بیت المقدس کو بنالیا۔ میں نے حکم دیا میرے نبی ﷺ کو پسند ہے کہ بیت اللہ کو قبلہ بنایا جائے‘ میں نے حکم دیا بیت اللہ کو قبلہ بنا لیں۔اور اگر قبلہ مقرر نہ بھی کیا جاتا حکم دے دیا جاتا کہ جہاں ہو جس طرف منہ ہے‘ نماز ادا کرو تو تمہیں کیا اعتراض ہے؟ اللہ ہر جگہ موجود ہے اس نے اپنے اس معبد تجلیات کو قبلہ مقرر کر کے دنیا بھر کے مسلمانوں میں یکجہتی مقرر کر دی کہ وقت صلوۃ سب کے منہ ایک قبلے کی طرف ہیں۔ اگر یہ حکم نہ ہوتا تو ایک گاؤں میں یا ایک جگہ میں یا ایک زمین پر ایک ادھر منہ کر کے نماز پڑھ رہا ہوتا دوسرے کا منہ کسی اور سمت ہوتا اب بیت اللہ شریف میں کیونکہ قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھنے کا حکم ہے‘ جو مغرب کی طرف ہوتے ہیں ان کا منہ مشرق کو ہوتا ہے جو مشرق کی طرف ہوتے ہیں ان کا مغرب کو ہوتا ہے جو جنوب کی طرف ہوتے ہیں ان کا شمال کو ہوتا ہے اور جو شمال کی طرف ہوتے ہیں ان کا جنوب کو ہوتا ہے‘اس لئے کہ اللہ نے اس گھر کو اس معبد تجلیات کو قبلہ مقرر کر دیا اس کے حکم کی تعمیل ضروری ہے وہاں جا کر سمتوں کا فرق ختم ہو جاتا ہے تو روئے زمین پر اگر کہیں کسی کو قبلہ کا پتہ نہیں ہے‘ سمجھ نہیں آرہی جنگل ہے صحرا ہے ویرانہ ہے سورج ہے تو سورج سے اندازہ کر لے۔ رات ہو گئی تو ستاروں سے لے کر لیکن اگر سورج بھی ہے‘ بادل ہے رات ہے ستاروں کی سمجھ نہیں آتی ہے تو فرمایا کہ جدھر تمہارا دل مانتا ہے ادھر قبلہ ہے‘ ادھر منہ کر لو تو خواہ قبلہ تمہاری پشت پر بھی ہو میں تمہارا سجدہ قبول کروں گا۔ فاینما تولوا فثم وجہ ُاللّٰہ . ہاں اس حکم کی تعمیل کرنے کی کوشش کرو لیکن جہاں‘ جدھر منہ کر لو فرمایا کہ تمہارا یہ اعتراض انتہائی بودا ہے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھیں جو اللہ کا حکم تھا وہ بھی مقبول اور بیت اللہ کی طرف رخ پھیرا تو اللہ کا حکم تھا‘ وہ بھی مقبول ہے۔

نماز اور تنظیم کا درس

جہاں اسلام میں ایمان واخلاق سے لے کر ظاہری پاکیزگی تک ایک شرط ہے۔ وہاں ایک بنیادی شرط تنظیم بھی ہے۔ اور اس تنظیم میں بے شمار عجیب وغریب برکات ہیں مثلاً حضور ﷺ نے فرمایا جماعت کی نماز بہت بہتر ہے۔ اکیلی نماز سے ہوتا کیا ہے؟ ہم یہاں نماز کے لئے جمع ہوئے‘ پچاس ہیں‘ ساٹھ ہیں‘ بیس ہیں‘ دس ہیں‘ سو ہیں‘ ہزار ہیں ہر آدمی کا ایک خاص تعلق رب سے ہوتا ہے جسے رب جانتا ہے بندے کو خود بھی نہیں پتہ مثلاً جس قدر علوم اللہ نے اپنی مخلوق کو دیئے ہیں ان کو سب کو بھی جمع کر لیا جائے تو نبی کریم ﷺ کے علوم اس سے کہیں زیادہ ہیں۔ اس کے باوجود جو اللہ کا ذاتی تعلق بندے سے ہے‘ اللہ اسے اتنا خفیہ رکھتا ہے کہ انبیاء پر بھی واضح نہیں کرتا اپنے ساتھ رکھتا ہے‘ دلیل اس کی یہ ہے کہ بعض لوگوں کے بارے اللہ نے نبی کریم ﷺ کو اطلاع دی کہ یہ جو لوگ ہیں آپ ان کو تبلیغ کریں یا نہ کریں ان کے لئے برابر ہے ان الذین کفروا سواء علیھم انذرتھم ام لم تنذرھم لا یومنون . وہ جو میرا اور اس کا تعلق ہے وہ ٹوٹ چکا ہے‘ اب میں ان کو واپس اپنی بارگاہ میں گھسنے نہیں دوں گا ان کے تعلقات میں اتنا بگاڑ پیدا ہو چکا کہ انہیں اب توبہ کی توفیق نہیں ہوگی آپ انہیں تبلیغ کریں یا نہ کریں یہ بتانا اس لئے

ضروری تھا کہ حضور اکرم ﷺ محنت فرما رہے تھے آپ اس بات سے باخبر نہیں تھے' اللہ نے بتا دیا تو ایک تعلق ہر بندے کا رب العالمین سے ہے ایسا ہے کہ جو فرشتوں سے خفیہ ہے' انبیاء سے بھی خفیہ ہے اب عبادت کے لئے پچاس لوگ جمع ہوتے ہیں تو یہ تعلق جیسے ہم بیٹھے ہیں تو ایک رابطہ میرا اللہ سے اپنا ہے' مولانا کا اپنا ہے' آپ کا اپنا ہے' دوسرے بھائی کا اپنا ہے جب ہم صف بستہ ہوں گے تو ہر بندے پر وہ برکات نازل ہوں گی وہ انوارات ہوں گے جیسا ان کا تعلق ہے تو گویا پچاس بندے جمع ہو گئے تو پچاس قسم کی رحمتوں کا نزول شروع ہو گیا۔ اب جب بارش کی طرح وہ رحمتیں برستی ہیں تو سارے ایک دوسرے کی رحمتوں سے مستفید ہوتے ہیں باجماعت نماز کی بے شمار حکمتیں ہیں' بے شمار فضیلت ہے ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ جب بھی آپ صف بستہ ہوتے ہیں اور اللہ اکبر کہہ کے اللہ کے حضور پیش ہو جاتے ہیں تو چونکہ ہر بندے کا ذاتی تعلق ہے۔ تو اس نسبت سے اس پر مختلف رنگوں کے انوارات برکات' مختلف قسم کی رحمتیں جیسا' اس کا تعلق ویسی رحمتیں' جیسا دوسرے کا تعلق ویسی برکتیں' جیسا تیسرے کا تو ایک گلدستہ بن جاتا ہے' روشنیوں کا ایک فوارہ بن جاتا ہے اور اس ایک دوسرے کی برکتوں سے سارے مستفید ہوتے ہیں۔

ہمارے یہاں ایک مولانا ہوا کرتے تھے جو بات بات پر دوسرے کو مشرک کہہ دیتے تھے۔ ایک دن مجھے بھی انہوں نے زبردستی پکڑ لیا اور اس موضوع پر بات شروع کر دی تو میں نے ان پر سوال کر دیا کہ مولانا یہ سارے کلمہ گو ہیں' سارے ہی شرک کرتے ہیں تو کہنے لگا لاحول ولا قوۃ کیسے کرتے ہیں؟ میں نے کہا بھئی بیت اللہ کو سجدہ کرتے ہو وہ تو پتھروں کا بنا ہوا ایک کمرہ ہے تو اگر کافر پتھر کو گھڑ کر پوجتا ہے' آپ بغیر تراشے خراشے پوجے جا رہے ہیں' آپ مسلمان ہیں وہ مشرک ہے عالم تو تھے نہیں' کہنے لگے کسی مولوی سے پوچھیں گے۔ میں نے کہا بھئی مولویوں کو اپنا کام کرنے دو تو یہ سادہ سی بات تھی کہ وہی پتھر اٹھا کر کسی دوسرے جگہ کمرہ بنا دیں تو کیا ہم اس کو سجدہ کریں گے؟ سجدہ اسی جگہ اسی سمت کو ہوگا جہاں بیت اللہ ہے اس لئے پتھروں کو کوئی سجدہ نہیں کرتا۔ بے شک بیت اللہ کے سارے وہی پتھر آپ اکھیڑ کر لے جائیں کہیں اور جا کر انہی کا کمرہ بنا دیں تو کیا وہ قبلہ بن جائے گا؟ کوئی مسلمان اسے سجدہ کرے گا؟ نہیں! ہم پتھر کو سجدہ نہیں کرتے' ہم ان ذاتی تجلیات الٰہی کو سجدہ کرتے ہیں کہ اللہ نے بتا دیا ہے کہ یہ میری تجلیات کا مرکز ہے اسے قبلہ مان کر مجھے سجدہ کرو اور ایک روئے زمین پر مسلمانوں کی تنظیم بن گئی۔ ایک رنگی آ گئی' ایک رخ ہو گئے' ایک روح ہو گئے' اسلام میں تنظیم کو بھی اولیت حاصل ہے ڈسپلن سب سے مقدم ہے۔

فرمایا ان اللّٰہ واسع علیم . اللہ بہت واسع ہے' کائنات مختصر ہے' اس کی ذات کی وسعتوں کے سامنے اور وہ باخبر ہے ہر بات سے ہر چیز سے' ہر بندے سے اس لئے کسی کے سجدے ضائع نہیں جاتے' اگر وہ خلوص سے کرے اور اس کے حکم اور اس کے نبی ﷺ کی سنت کے مطابق ہوں یہ فضول اعتراضات ہمارا رویہ بن چکا ہے اگر کوئی بندہ جو پہلے نماز نہیں پڑھتا' مسجد میں آ جائے تو ہم اسے اتنا پریشان کرتے ہیں کہ تمہیں تو منہ دھونے کا پتہ نہیں ہے' تمہارا ایک پائنچہ اونچا ہے ایک نیچا ہے' تمہارے تو بال صحیح نہیں کٹے ہوئے تم نے کس طرح پاؤں رکھا ہے' ایسے کیسے التحیات میں بیٹھ گئے ہو' اس کو اتنا پریشان کر دیتے ہیں کہ آج تو آ گیا ہے پھر نہیں آئے گا یہ ساری باتیں دلالت کرتی ہیں کہ ایسے لوگوں کا دل نور ایمان کے تقاضوں سے محروم اور عظمت الٰہی کے تصور سے خالی ہوتا ہے' ایسی حرکات نئی نسل کو مساجد میں آنے سے روکتی ہیں اور تنگی ویرانی کا سبب بنتی ہیں جو بہت بڑا ظلم ہے فرمایا اس سے بڑا ظلم اور کیا ہوگا؟

سوال و جواب

امیر محمد اکرم اعوان
دار العرفان منارہ، ضلع چکوال

سوال :- سانس کے ساتھ طریقہ ذکر میں انسان کے دماغ، دل اور پھیپھڑوں پر طبی نقطہ نظر سے کیا کوئی مضر اثرات مرتب ہوتے ہیں؟ جب تنفس کو غیر فطری طریقے سے لیا جائے تو اثرات نیک و بد میں احتمال تو ضرور ہے؟

جواب :- کئی طریقہ ہائے ذکر ہیں۔ جو سارے قرون اولیٰ سے ہی شروع ہو گئے تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی ذکر کرتے تھے لیکن ان کا وجود طبعی طور پر نگاہ مصطفوی ﷺ سے ذاکر ہو گیا جس کی شہادت قرآن کریم میں موجود ہے مثالی مسلمان کے جو اصول قرآن نے بیان کئے ہیں (اور چونکہ صحابہ کرامؓ ہی قرآن کے مثالی مسلمان ہیں) اس کی یہ دلیل دی جاتی ہے انسان جب اللہ کا ذکر یا اللہ کی آیات کے احکام سنتا ہے تو نہ صرف اس کا دل و دماغ بلکہ اس کی جلد کے جو ذرات ہیں دل کے جو اجزاء ہیں وہ بھی محسوس کرتے ہیں اور وہ بھی لرز اٹھتے ہیں۔ پھر یہ ہوتا ہے۔

ثم تلین جلودھم و قلوبھم الی ذکر اللہ. کھال سے لے کر قلب تک ہر ذرہ بدن ذاکر ہوتا ہے۔ تو صحابہؓ کا تو یہ حال تھا اس کے لئے انہیں کوئی محنت و مشقت نہیں کرنا پڑی نگاہ مصطفوی ﷺ سے سارا کام ایک نگاہ سے ہو گیا۔ صحابہؓ کی صحبت میں تابعین کو محنت نہیں کرنا پڑی۔ آنے والا پاس بیٹھنے سے ہی تابعی بن گیا۔ تابعی سے ملاقات کرنے والا تبع تابعی ہو گیا شیخ کی مجلس میں بیٹھ کر ذکر کرنا یہ تو صحابہؓ سے ثابت ہے نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھ کر ذکر کرنا، خود آپس میں حلقہ ذکر مسجد نبوی ﷺ میں ثابت ہے ذکر سے آج تک تو دل و دماغ کی بیماریوں کی اصلاح ہی ہوئی ہے یعنی ہمارے تجربے میں بھی ہے اور اس سے پہلے کے بھی جو حالات ہم نے پڑھے اور سنے ہیں ان میں بھی مریضوں کو شفایاب ہوتے دیکھا ہے۔ خود مجھے بتیس برس ہو گئے ہیں یہ ذکر کرتے ہوئے اور بتیس برس بڑا عرصہ ہوتا ہے کوئی مضر اثر ہمارے مشاہدے میں نہیں آیا۔

حضرتؒ ۸۰ سال سے اوپر عمر گزار کر دنیا سے رخصت ہوئے آخر تک ان کا دل و دماغ دوسروں سے قوی اور مضبوط تھا۔ یاداشت بھی سب اچھی سارے اعضا بھی درست تھے۔ ان کی عمر بیت گئی یہاں تو لاکھوں کی تعداد میں لوگ ذکر کر رہے ہیں جہاں تک تعلق ہے تنفس کو غیر فطری طریقے سے لینے کا، اگر چلنا ایک فطری عمل ہے تو تیز چلنا یا تیز دوڑنا غیر فطری کیسے ہو جائے گا۔ اگر سانس لینا ایک فطری عمل ہے تو تیزی سے سانس لینا مشکل تو ضرور ہو سکتا ہے لیکن اسے غیر فطری کیسے کہا جائے گا؟ یہ محض ایک نہ سمجھنے کی اور کہہ دینے کی بات ہے اور اگر احتمال کو لیا جائے تو احتمال تو ہر چیز کے ساتھ ہیں مثلاً پانی پینے سے اور کھانے کے ساتھ احتمال ہے کہ اس سے بیمار ہو سکتا ہے۔ سونے کے ساتھ احتمال ہے کہ چھت گر جائے گی۔ گاڑی پر بیٹھنے میں احتمال ہے کہ ایکسیڈنٹ ہو جائے گا تو کیا دنیا کا نظام چھوڑ دیا جائے کہ اس میں تو موت ہے!

سوال :- سانس کے ساتھ ذکر کرنے کی کوئی سند قرآن و حدیث

سے درکار ہے

جواب:- جہاں قرآن میں حج کا حکم ہے اگر اس کے ذرائع اختیار کرنیکی تفصیل قرآن میں ہوگی تو وہاں ذکر کرنے کے سارے طریقے بھی لکھے ہوں گے قرآن حکیم میں وضو کے لئے دریا سے یا نہر سے پانی لینے کا حکم کہاں ہے؟ قرآن پاک میں مقاصد کا ذکر ہے' ذرائع کا نہیں ذرائع کیلئے ایک ہی قید ہے کہ کوئی غیر شرعی کام اس بہانے نہ ہو۔ ہمیں نماز پڑھنی ہے ایک پیاسا مر رہا ہے کیا اس سے پانی چھین لیں؟ نہیں۔ پانی نہیں ہے تو تیمم کر لیں' ذرائع کا کوئی مخصوص طریقہ قرآن وحدیث میں زیر بحث نہیں آتا۔

قرآن وحدیث میں مقاصد آئے ہیں مسجد بنانا مقصد ہے اس کے لئے دیواریں پتھروں کی ہونگی یا اینٹوں کی' چونا لگے گا یا نہیں لگے گا' اسے آپ سیمنٹ سے بنائیں گے یا گارے سے بنائیں گے اس پر لکڑی کی چھت ڈالیں' لوہے کی ڈالیں گے اب کوئی آدمی کہے گا کہ لینٹر کی سند قرآن وحدیث سے لو تو یہ بچوں کی سی بات ہے قرآن نے تو بڑا سیمپل بڑا سادہ کہا ہے اور بار بار کہا ہے کہ **واذکروالله ذکر کثیراً ٥** زندگی میں جتنے کام آپ کرتے ہیں ان میں سے زیادہ کثرت سے جو کام کرو وہ ذکر الٰہی ہے ہر حال میں کرو۔ **الذین یذکرون الله قیاما وقعودا وعلی جنوبھم** ۔قرآن نے پابندی نہیں لگائی کہ کوئی تیزی سے سانس لے رہا ہے کوئی آہستہ لے رہا ہے بلکہ قلب سے ذکر کرنے کو ضروری اور افضل قرار دیا ہے۔

فرمایا

ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذکرنا: جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا یہ گناہ کی' کسی جرم کی یا کسی کوتاہی کی سزا ہے کہ قلب کو ذکر کی توفیق نہ ہو اور ساتھ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایسوں کی بات کی پرواہ نہ کی جائے وہ اس قابل ہوتا تو ہم اس کے دل سے اپنی یاد کیوں نکال لیتے۔ یہ اس قابل ہی نہیں کہ اس کی بات سنی جائے۔ حضور اکرم ﷺ نے حدیث ارشاد فرمائی لیکن عہد نبوی ﷺ میں بخاری شریف تو نہیں تھی۔ اب اگر بخاری ومسلم (خود ان کتابوں) کی سند چاہیے تو وہ کہاں سے آئے گی اب یہ جو ہمارے مروجہ دینی مدارس ہیں جو قرآن وحدیث پڑھاتے ہیں ان کی کوئی سند تلاش کریں تو حیات نبوی ﷺ میں تو کوئی مدرسہ اس طرح کا نہیں ملتا جہاں ایک استاد صرف ونحو پڑھاتا ہے ایک استاد حدیث پڑھاتا ہے ایک استاد تفسیر پڑھاتا ہے ایک استاد حفظ کراتا ہے اتنے کوئی شعبے نہیں ایک ہی استاد ہے ایک ہی سکول ہے ایک ہی مدرسہ ایک ہی مسجد نبوی ﷺ ہے ایک ہی استاد ﷺ ہیں۔ وہیں جنگ کی تربیت بھی ہو رہی ہے پڑھایا بھی جا رہا ہے قرآن بھی آ رہا ہے حدیث بھی بیان ہو رہی ہے سب کچھ ایک ہی جگہ ہو رہا ہے تو اب کیوں الگ الگ مدرسوں کا اہتمام کیا گیا ہے اس کی سند کہاں ہے؟ یہ سب ذرائع ہیں ذرائع کے لئے سند کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس کے لئے جواز کافی ہے کہ وہ کام شرعاً جائز ہو۔ ناجائز نہ ہو' سند کی ضرورت مقاصد کے لئے ہوتی ہے۔

مقصد کو ذریعے سے الگ کرنا چاہیے جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے حج کرنا مقصد ہے جس پر فرض ہے اسے کرنا ہے اب کوئی گھوڑے پر جاتا ہے اونٹ پر جاتا ہے' گاڑی پر جاتا ہے جہاز پر جاتا ہے اس سے قرآن کو غرض نہیں ہے نہ اس کا جہاز پر جانے سے ثواب بڑھ جائے گا نہ گھوڑے پر جانے سے کم ہو جائے گا نہ پیدل جانے سے زیادہ ہو گا بلکہ یہ تو جہالت کی باتیں ہیں اللہ کریم نئے نئے اسباب وذرائع دیتا ہے اسی طرح مقصد ذکر الٰہی کرنا ہے۔ اس کے لئے ذریعہ (شرعی حدود میں) کوئی بھی ہو سکتا ہے اور جس قدر مستند کام اور جس قدر مدلل کام صوفیاء نے اور مشائخ حضرات نے کئے ہیں اتنی احتیاط علمائے

ظواہر کر ہی نہیں سکتے۔ علماء ظواہر کے پاس ایک ذریعہ اور ایک ہی سورس ہوتا ہے وہ ہوتا ہے نقلی اور کتابی جبکہ صوفیاء کے پاس دو ذریعے ہوتے ہیں۔ نقلی اور کتابی بھی اور کیفی بھی۔ یہ جہاں سنت کے خلاف قدم اٹھاتے ہیں ان لوگوں کو قلوب اور ان کی کیفیات متاثر ہوتی ہیں اور یہ فوراً وہاں رک جاتے ہیں کہ بات صحیح نہیں ہے اور کتنی ایسی باتیں آپ کو صوفیاء کی تحریروں میں ملتی ہیں جنہیں علمائے ظواہر جائز کہتے ہیں اور صوفی درست نہیں سمجھتے۔ ایسی حدیثیں ملتی ہیں جن کی سندیں جو صوفیاء نے کہہ دیا کہ ان میں حضور اکرم ﷺ کے انوارات نہیں ہیں۔ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

سوال :- دلائل السلوک میں ملتا ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ پر وحی آتی تھی تو آپ ﷺ کا سانس تیزی سے چلنے لگتا تھا لیکن اس میں ذکر کرنے کا تذکرہ نہیں ملتا؟

جواب:- کلام باری کا نزول ہوتا تھا تو ساتھ تجلیات باری ہوتی تھیں۔ تجلیات باری جب قلب اطہر رسول اللہ ﷺ پر آتی تھیں تو وہاں بھی خون میں حدت پیدا کرتی تھیں۔ وہاں بھی قلب اطہر کی حرکت تیز ہوتی تھی۔ وہاں بھی سانس تیزی سے چلنے لگتا تھا۔ ایک کتاب کسی نے لکھی ''حیات ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ'' آخر میں ساری بحث سمیٹتے ہوئے انہوں نے لکھا کہ جو لوگ ان پر اعتراض کرتے ہیں ان کا قصور نہیں۔ ان کے ارشادات اور ان کی ان مسائل کو سمجھنے کی Approach اتنی بلند ہے کہ سطحی آدمی اس بات کو سمجھ ہی نہیں سکتا ان کی باتیں اتنی بلند ہوتی ہیں کہ عام آدمی ان کے خلاف فتوے دینے لگ جاتا ہے تو آخری مصرعہ جو انہوں نے نقل کیا اس میں حیات ابو حنیفہ میں انہوں نے لکھا کہ

؎ اے روشنی طبع تو من بلا شدی، یہاں بھی یہی بات ہے کہ حضرتؒ کے ارشاد میں اتنی واضح اور مضبوط دلیل تھی اور آپ کو دلیل نظر ہی نہیں آئی۔ ان باتوں کو سمجھنے کے لئے کسی کے پاس بیٹھنے کی ضرورت ہے۔ نبی اکرم ﷺ پر جب کسی نئی آیت کا نزول ہوتا تھا تو پھر وہی کیفیت وارد ہو جاتی تھی۔ جنکی ذات منبع نور ہے ہمہ وقت اللہ کی تجلیات کا مرکز ہیں۔ ان پر جب کوئی نئی آیت نازل ہوتی تو سارا حال پھر لوٹ آتا تھا خون میں حدت پیدا ہوتی جاتی تھی قلب اطہر کا عمل تیز ہو جاتا تھا اور وہ تیزی سے آپ ﷺ کے عمل تنفس سے ظاہر ہوتی تھی۔ سانس مبارک تیز ہو جاتی تھی تو اب اس قاعدے کو اساتذہ نے الٹایا کہ عمداً سانس تیزی سے لو سانس تیزی سے لینے سے قلب سے حرکت کرے گا۔ جب تیزی سے حرکت کرے گا تو خون میں حدت پیدا ہوگی اور خون کی حدت ان انوارات کے ساتھ رابطہ پیدا کرے گی۔ جو شیخ کی توجہ سے قلب پر آرہے ہیں اور قلب انہیں زیادہ سے زیادہ جذب کرے گا۔

سوال :- ارتکاز توجہ خیالات کی یکسوئی کا تعلق دماغ سے ہے یا دل سے ہے؟

جواب :- میرے بھائی! انسانی جسم کے وہ پانچ حصے جنہیں حواس خمسہ کہتے ہیں وہ چھونے، چکھنے، سونگھنے، دیکھنے اور سننے کی صلاحیتیں ہیں۔ اسی طرح ایک صلاحیت اور بھی ہے جو سوچنے کی ہے یہ ساری صلاحیتیں جو کچھ محسوس کرتی ہیں اس کا اثر براہ راست دل پر مرتب ہوتا ہے آنکھ کوئی خوبصورت چیز یا اچھا پھول یا اچھی تصویر کو دیکھتی ہے تو اس سے دل بھی خوش ہوتا ہے۔ کوئی برائی دیکھتی ہے تو اس سے دل کو تکلیف ہوتی ہے۔ کان اچھی بُری آواز سنتا ہے یا زبان سے اچھے برے الفاظ نکلیں تو دل پر اثر مرتب ہوتا ہے اسی طرح دماغ کی سوچیں بھی دل کو متاثر کرتی ہیں تو ذکر کے وقت جو کہا جاتا ہے کہ آنکھ بھی بند ہو زبان بھی بند ہو اور سوچ بھی اس بات پر مرتکز کر دی جائے کہ اللہ ھو ہو رہا ہے یا اس کے ساتھ ساتھ تھوڑی سی جسم کو حرکت بھی

دینا شروع کر دیں تو یہ سارے حیلے حوالے ہیں کہ خارجی اثرات دل پر کم سے کم مرتب ہوں جب بھی خارجی اثرات قلب پر آئیں گے اور قلب ان کی طرف متوجہ ہوگا تو ذکر اللہ سے رابطہ کٹ جائے گا۔ چونکہ جب دل میں یکسوئی نصیب ہوتی ہے تو سمجھ نہیں آتی کتنی دیر گزر گئی ہے۔ گرمی سردی یا اردگرد کیا ہو رہا ہے سب سے رابطہ کٹ جاتا ہے اس کا مطلب ہے کہ قلب ایک وقت میں صرف ایک ہی طرف متوجہ رہ سکتا ہے ارتکاز توجہ یا

Power of Concetration دراصل یوگا میں ہندوؤں کی عباتوں اور مجاہدوں کا ایک شعبہ ہے۔ یہ ایک طرح کی ذہنی ورزشیں ہیں جو ٹیلی پیتھی بھی کہلاتی ہیں یہ پاور پوری دماغی صلاحیت کو ایک نقطے پر مرتکز کرنے سے آتی ہے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے یہ لوگ ایک ہی نقطے کو پانچ منٹ سے شروع کر کے گھنٹوں تک لے جاتے ہیں پھر موم بتی رکھ کر دیکھتے رہتے ہیں جو بہت ماہر ہو جاتے ہیں وہ سورج کو گھنٹوں دیکھ سکتے ہیں اور یہ ساری پریکٹس وہ دماغی صلاحیتوں کو ایک نقطے پر مرتکز کرنے کے لئے کرتے ہیں جب یہ دماغی صلاحیت ان میں آجاتی ہے تو اس کو استعمال کرتے ہوئے وہ دوسروں کے ذہنوں میں اپنی سوچ القاء کرنے یا دوسروں سے ان کے منصوبوں کو Suck کرنے کی اہلیت کسی حد تک پالیتے ہیں اس زمانے میں یہ کام آپ مشینوں سے بھی لے رہے ہیں جیسے ٹیلی ویژن پر دنیا کے ایک سرے پہ بیٹھے آپ دوسرے سرے پر ہوتی گیم دیکھ لیتے ہیں اسی طرح ارتکاز توجہ والا بغیر ٹیلی ویژن کے دیکھ سکتا ہے یہ ممکن ہے۔ آپ ٹیلی فون سے دنیا کے دوسرے سرے کی بات سن سکتے ہیں اور ارتکاز توجہ والا اس کے بغیر بھی سن سکتا ہے۔ افریقہ میں ابھی تک ایک قبیلہ ایسا ہے جن میں یہ ارتکاز توجہ عبادت کا درجہ رکھتی ہے اور ان کا مذہب قبل از تاریخ کا ہے۔ ان میں آج بھی یہ طریقہ کار ہے کہ میں فلاں وقت رابطہ کروں گا اس وقت دوسرا بھی متوجہ ہو جاتا ہے۔ خواہ سو میل دور ہو جونہی وہ ایک دوسرے کی طرف توجہ کرتے ہیں تو وہ بات کر لیتے ہیں یہ سب کچھ ممکن ہے مادی قوت سے جو کچھ کیا جا سکتا ہے وہی ارتکاز توجہ سے بھی ہو سکتا ہے کیونکہ عقل مادی ہے البتہ ارتکاز توجہ سے برزخ' ملائکہ' بالائے آسمان یا تجلیات باری کا مشاہدہ ممکن نہیں۔

سوال :- خیال یا توجہ کی کمی یا کمزوری سے مراقبات یا مشاہدات پر جو اثر پڑتا ہے وہ کمزوری کیسے دور کی جائے؟

جواب :- ہمارے ہاں توجہ یا یکسوئی صرف اس لئے ہے کہ دل پر جو Disturbance پیدا ہوتی ہے وہ نہیں ہونی چاہئے۔ ہمارا اصل معاملہ دل کے ساتھ ہے لیکن اگر اس میں توجہ یا یکسوئی نہ آئے تو دماغ کچھ سوچنا شروع کر دیتا ہے۔ آپ آنکھ کھول کر کسی اور کو دیکھنا شروع کر دیں کان سے کوئی گانا سننا شروع کر دیں تو یہ دل کی یکسوئی کو ڈسٹرب کرتا ہے جس کی وجہ سے ہمارا دل کیفیات اخذ نہیں کر پاتا۔ اب یہ سوال کہ اس کمزوری کو کیسے دور کیا جائے تو اس کا سب سے اچھا علاج کثرت مراقبہ ہے۔ ذکر کے بعد طویل مراقبہ کیا جائے اگر آپ کے مراقبات ثلاثہ ہیں تو اقربیت پر دھیان کر کے سو جائیں۔ اگر صرف لطائف یا رابطہ ہی ہے تو قلب پر توجہ کر کے سو جائیں اگر بیٹھنے کے لئے کچھ لمحے فرصت مل گئی ہے تو بیٹھ کر مراقبہ کر لیں۔ زیادہ سے زیادہ مراقبہ کرنا دل میں قوت پیدا کرتا ہے۔

سوال :- مراقبات میں جب روح کسی مقام پر جاتی ہے تو بدن کیسے زندہ رہتا ہے؟

جواب :- آپ کو اگر مراقبہ احدیت ہے ہی نہیں تو اس کی سمجھ کیسے آئے گی کہ مراقبہ احدیت یا کسی بھی اور مقام پر روح جسم کو جب چھوڑتی ہے تو انسان زندہ کیسے رہتا ہے؟ بہر حال جیسے سارے جہان

میں روشنی پھیلا کر بھی سورج نہیں پھٹتا۔ اسی طرح جب روح کا اپنے جسم سے نکل کر مختلف مقامات تک جاتی ہے تو انسان مرتا نہیں۔ روح کا اپنے جسم سے تعلق قائم ہوتا ہے البتہ موت پر روح کا جسم سے تعلق منقطع کر دیا جاتا ہے موت کی ایک الگ کیفیت ہے جبکہ مراقبات کی کیفیات الگ ہیں اس چھوٹی سی مادی آنکھ کا ہی تجزیہ کریں۔ جب یہ اٹھتی ہے تو آسمان تک جاتی ہے۔ چاند سورج تک ایک لمحہ میں پہنچ جاتی ہے کیا نگاہ کے اس طرح جانے اور آنے میں آنکھ پھٹ جاتی ہے؟ اگر مادی آنکھ میں قوت وصلاحیت ہے تو روح کی قوت وصلاحیت کا ادراک آپ کر ہی نہیں سکتے۔

سوال:- رسالت مآب ﷺ کے بعد ان کے علوم کا حقیقی وارث کون ہوا ہے؟ اگر آپ صحابہ کرامؓ کا نام لیں گے۔ تو اس وقت ان میں بھی اختلاف رہا۔ اگر آپ علماء کرام کا نام لیں۔ ان میں آج بھی اختلاف ہے اگر آپ اولیاء کرام کا نام لیں تو ہر ولی کی طریقت جدا نظر آتی ہے۔ اگر آپ یہ کہیں کہ ان سب کی منزل ایک ہے، صرف راستے جدا جدا ہیں تو میری نظر میں قابل قبول نہیں کیونکہ صراط مستقیم صرف ایک ہوتا ہے؟

جواب:- علمی وراثت کے بارے میں ایک اصولی بات سمجھ لیں۔ نبی کریم ﷺ اور امت کے درمیان صحابہ کرامؓ ایک واسطہ ہیں نبی کریم ﷺ نے جو دولت بانٹی اور لٹائی وہ امت کو صحابہ کرامؓ کے ذریعے ہی پہنچی۔ اگر یہ درمیانی واسطہ قابل اعتبار نہ ہو تو سارا دین ہی قابل اعتبار نہیں رہتا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس درمیانی واسطہ کو کیا اللہ کریم نے اور رسول کریم ﷺ نے قابل اعتبار قرار دیا ہے اور اگر قرار دیا ہے تو اس میں شک کرنا کسی طرح مناسب نہیں۔ قرآن کریم کی سو سے زیادہ آیات اس امر پر شاہد ہیں کہ صحابہ کرامؓ قابل اعتبار ہی نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ کی عطا کردہ دولت کے امین بھی ہیں اور اسے مخلوق تک پہنچانا ان کے فرائض میں داخل ہے اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔ جو آپ نے حجتہ الوداع کے خطبے کے دوران سارے صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا اور امت کو اس کی ضمانت دی کہ **اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم**. کہ میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں جس کا دامن تھام لو گے تمہیں منزل مقصود تک پہنچا دے گا۔ اب یہ فیصلہ امت کو خود کرنا ہے کہ وہ اللہ ورسول ﷺ کی بات پر اعتماد کرے یا عام انسانوں کی رائے کو اپنائے۔

سوال:- کیا اشرف الانبیا ﷺ نے اپنے کسی صحابیؓ کو ولی، قطب، ابدال یا غوث کہہ کر مخاطب کیا؟ آپ ﷺ نے کسی علاقے کی ولایت تفویض فرمائی؟ کیا ان کے زمانے میں کوئی مجذوب یا سالک گزرا ہے۔ کیا کسی صحابیؓ پر حال وغیرہ چڑھتا تھا؟

جواب:- صحابیؓ کا منصب اتنا بلند ہے کہ ولی، قطب، ابدال یا غوث اس کی جوتی کی خاک کے برابر بھی نہیں ہوتے لہذا صحابیؓ کو غوث کہہ کر پکارنا ایسا ہے جیسے صدر مملکت کو پٹواری کہہ کر پکارا جائے۔ حال پڑنا ناقص ہونے کی دلیل ہے۔ کامل کو حال پڑنا ممکن ہی نہیں۔

سوال:- لطائف منور ہونے سے کیا مراد ہے؟ اور اس کی کیا پہچان ہے؟

جواب:- لطائف منور ہو جائیں تو گناہ سے تنفر پیدا ہو جاتا ہے اور نیکی سے ایک مسرت کی لہر سی دوڑتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ یہ ہی اصل پہچان ہے۔ اگر مشاہدہ نصیب ہو تو پھر لطائف کے انوارات اور ان کی کمی بیشی بھی نظر آتی ہے۔

سوال:- روح کی قوت پرواز کیا چیز ہے؟

جواب:- ذکر اذکار میں ایک طریقہ پاس انفاس کا ہے۔ یہی

طریقہ ذکر ہمارے سلسلے میں رائج ہے۔ذکر کے آخر میں رابطہ کیا جاتا ہے جب یہ رابطہ مضبوط ہو جائے تو روح اس کے ذریعے سے پرواز کر کے مقامات عالیہ تک رسائی حاصل کرتی ہے۔اس کو روح کی پرواز کہتے ہیں۔

سوال:-ہمارے ہاں جو ساتھی ذکر کرانے آتے ہیں انہوں نے ایک دفعہ فرمایا کہ مراقبات صرف خیال یا تصور ہیں؟اس کی وضاحت کر دیں۔

جواب:-یہ بات درست نہیں۔خیال یا تصور تو ہندوؤں کے یوگا میں ہے۔اسلامی تصوف میں جو مراقبات ہیں یہ حق ہیں اور حقیقت ہیں اس میں تصور کی ضرورت ہی نہیں ہوتی نہ ہی یہ تصور کروایا جاتا ہے۔

سوال:-اگر مراقبے میں شیطانی وسوسے آئیں تو کیا کرنا چاہیئے؟

جواب:-وسوسے کا صرف ایک علاج ہے کہ اس کی طرف آدمی متوجہ نہ ہو۔اس کے علاوہ دنیا میں وساوس کا کوئی علاج نہیں اور شریعت نے بھی وسوسے کو کوئی اہمیت نہیں دی۔یقین کو اہمیت دی ہے مثلاً آپ نے وضو کیا پھر وسوسہ آتا ہے کہ میرا وضو نہیں رہا۔لیکن چونکہ یقین وضو قائم ہونے کا ہے تو نماز جائز ہوگی۔اعتبار یقین کا ہوگا 'وسوسے کا نہیں۔آدمی نماز پڑھ رہا ہے اسے یقین ہے کہ میں نے چار رکعت پڑھ لیں۔وسوسہ آتا ہے کہ نہیں تین پڑھی ہیں تو وہ عمل اپنے یقین پر کرے گا وسوسے کا پابند نہیں ہوگا۔اہمیت یقین کی ہے وسوسے کی نہیں۔

سوال:-احدیت'معیت'اقربیت میں کیا تصور باندھا جائے؟

جواب:-میرے بھائی!اس میں تصور کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کو جب بھی احدیت نصیب ہوگی تو صاحب مجاز یا شیخ کی توجہ سے دو میں سے ایک بات آپ کو حاصل ہوگی یا تو مشاہدہ نصیب ہو جائیگا اور احدیت نظر آئے گی'احدیت کے انوارات نظر آئیں گے' احدیت پر کھڑی ہوئی اپنی روح نظر آئے گی یا کسی خوش نصیب کو تینوں چیزیں نظر آجائیں گی۔یا کسی کو تینوں میں سے دو نظر آجائیں گی۔یہ بھی ممکن ہے کہ مشاہدہ نہ ہو تو دوسری صورت میں وجدان نصیب ہو جائے گا۔دو میں سے ایک چیز نصیب ہو جاتی ہے۔ وجدان میں کچھ نظر نہیں آرہا ہوتا۔لیکن دل مان رہا ہوتا ہے کہ میں وہاں کھڑا ہوں وہاں یہ چیزیں ہیں اور وجدان کی شناخت یہ ہے کہ وہ دل میں اتنی شدت سے اللہ کی طرف سے آتا ہے کہ کوئی عقلی دلیل اسے رد نہیں کرسکتی کوئی اسے یہ نہیں منوا سکتا کہ یہ صحیح نہیں ہے۔بظاہر وہ دیکھ نہیں رہا ہوتا لیکن وہ دیکھ رہا ہوتا ہے۔وجدان مشاہدے سے مضبوط چیز ہوتی ہے۔مشاہدے میں ایک نقصان کا اندیشہ یہ ہوتا ہے کہ شیطان آسمان سے اوپر جا نہیں سکتا لیکن جو انوارات جا رہے ہوتے ہیں ان میں کوئی تصویر پرنٹ کر دیتا ہے۔کوئی اپنا رنگ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے جسے نوٹ کرنا یا محسوس کرنا آسان نہیں ہوتا لیکن جسے وجدان ہوتا ہے انوارات اس کے دل کی طرف آرہے ہوتے ہیں اس میں القاء ہو رہا ہوتا ہے کہ یہ بات ہو رہی ہے تو اس میں اگر وہ مداخلت کرے تو وہ بات فوراً دل پہ آجاتی ہے' رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔پتہ چل جاتا ہے کہ کچھ گڑبڑ ہے لہذا وجدان زیادہ محفوظ ہے خالی کسی کو نہیں رکھتا دیتا ضرور ہے اگر دیر لگتی ہے یا بہت جلدی ہوتی ہے تو یہ بھی وہ خود ہی جانتا ہے کہ کسی کو کس وقت کیا دیتا ہے۔ آپ کا کام محنت کرنا ہے ہمارا کام توجہ کرنا اور آپ کے لئے کوشش کرنا ہے۔اس کے بعد اس پر ثمرات مرتب کرنا یہ اللہ کا اپنا کام ہے۔

سوال:-مراقبات کرتے وقت کیا سوچا جائے؟

جواب:-مراقبات کرتے وقت کچھ نہ سوچا جائے سوچنے کی بات نہیں ہے۔میرے بھائی یہ ہے کہ ذکر کرتے وقت آپ جب کوشش

کرتے ہیں کہ اللہ ھو کر رہا ہوں تو باقی باتیں سوچنے کی ضرورت نہیں ہے پوری توجہ اللہ ھو پر ہی رہے۔ جب مراقبہ کرتے ہیں تو سب سے پہلے رابطہ ہوتا ہے قلب سے انوارات اٹھ کر عرش تک جا رہے ہیں تو توجہ اس طرف رہے اگر مراقبات نصیب ہوں تو پوری توجہ اس مراقبہ پہ رہے۔

سوال :- آپ نے فرمایا کہ ہر شخص دین کو پھیلانے کی کوشش کرے خواہ کسی کے پاس ایک لطیفہ قلب ہی ہو وہ اسے آگے سکھائے جبکہ دوسری طرف فقہا کے نزدیک دوسروں کا تزکیہ کرنا فرض کفایہ ہے؟

جواب :- میرے بھائی! یہ فرض کفایہ کتنے لوگ کر رہے ہیں۔ کبھی آپ نے سوچا انسانی آبادی چھ سو کروڑ کے درمیان ہے اور اس میں آپ ذکر کرنے والے کتنے ہیں آپ بھی چھوڑ دیں تو یہ فرض کفایہ کون کرے گا۔ فرض کفایہ بھی تو تب ادا ہوتا ہے جب شہر میں دو چار آدمی تو جنازہ پڑھیں۔ سارے نہیں پڑھیں تو فرض عین ہو جائے گا سارے فرض عین کے تارک ہوں گے ایک مسلمان مرتا ہے تو اس کا جنازہ پڑھنا فرض علی الکفایہ تب ہے کہ کچھ لوگوں نے پڑھ لیا اور جو رہ گئے ان کی طرف سے بھی ہو گیا لیکن اگر کسی نے بھی نہیں پڑا تو سارے فرض عین کے تارک ہوں گے تو آپ تعداد دیکھ کر انسانی آبادی دیکھ کر حساب لگائیں یہ فرض کفایہ کتنے لوگ کر رہے ہیں تو میاں یہ تو پسند کی بات ہے۔ یہ مال بیچنے سے بڑھتا ہے اگر کوئی دوسروں کو نہیں سکھانا چاہتا تو وہ اپنے اجر میں کمی کرے گا ہمارا نقصان تو نہیں کرے گا۔ اگر ایک لطیفہ بھی آتا تو آپ نے فقہا کی یہ نصیحت تو پڑھ لی کہ یہ فرض کفایہ ہے نبی کریم ﷺ کے ارشاد کو کیوں بھول گئے کہ "بلغوعنی ولوکان ایۃ" کہ ایک کلمہ بھی میرا تم تک پہنچے تو دوسرے مسلمان تک پہنچا دو اور اللہ کے اس حکم کو کیوں بھول گئے۔ کنتم خیر امت اخرجت للناس۔ تم بہترین امت اس لئے ہو کہ تم دوسروں کے لئے زندہ رہتے ہو تو کیا اس آیت کے مطابق پوچھا نہیں جائے گا کہ دوسروں کے لئے آپ نے کیا کیا؟

سوال :- مراقبات کا عالم برزخ کی زندگی میں کیا اثر ہوگا؟

جواب :- مراقبات برزخ کا سکہ ہیں جس ملک میں آپ جاتے ہیں اس ملک کے سکے کا جو استعمال اس ملک میں ہوتا ہے وہی اثر مراقبات کا برزخ میں ہوگا اور علمائے حق کے نزدیک فرائض اور سنن کے بعد نوافل سے مراقبات زیادہ بہتر ہیں۔ اور کاملین کثرت مراقبات کو ترجیح دیتے ہیں۔

سوال :- درود شریف بھی اللہ کے ذکر میں شامل ہے یا نہیں؟

جواب :- بھئی آپ درود کی بات کرتے ہیں ہر کام جو سنت کے مطابق کیا جائے وہ ذکر میں شامل ہے ذکر کی تین اقسام ہیں دین کے مطابق عمل کرنا عملی ذکر کہلاتا ہے دین کے مطابق تسبیحات پڑھنا درود پڑھنا یا قرآن پاک پڑھنا لسانی ذکر ہے۔ تیسرا قلبی ذکر جیسے ہمارے سلسلہ میں پاس انفاس کا طریقہ رائج ہے۔

سوال :- مرشد حقیقی کی چند صفات ارشاد فرمایئے جن سے مجھے ان کا دامن پکڑنے میں آسانی ہو؟

جواب :- مرشد حقیقی صفات دو قسم کی ہیں ایک لازم اور دوسری متعدی۔ لازم یہ ہے کہ دین کا ضروری علم رکھتا ہو۔ دین کے احکام پر عمل کرتا ہو۔ سنت کا پابند ہو۔ متعدی یہ ہے کہ دوسروں کو دین سکھانے اور ان کی عملی اصلاح کرنے کا سلیقہ اسے آتا ہو۔ یہ دونوں امور ایسے ہیں کہ عام آدمی اس پیمانے سے کسی کو ماپ نہیں سکتا۔ اس لئے اس کا عوامی پیمانہ یہ ہے کہ اس سے ملنے والوں کی سوچ اور عملی زندگی میں ایسی تبدیلی آ جائے کہ دیکھنے والوں کو محسوس ہو کہ ان کی عملی زندگی پر محمد رسول اللہ ﷺ کی چھاپ لگی ہوئی ہے۔ ☆☆☆

ایمان واسلام کیا الگ شے ہیں؟

اسلام اور ایمان اصطلاح شریعت میں ایک ہی شے ہے کہ اسلام سے مراد تسلیم کر کے تصدیق قلبی تک یعنی اعمال میں اتباع سے شروع ہو کر تصدیق قلبی تک جانا مراد ہے جبکہ ایمان میں تصدیق قلبی حاصل کر کے اتباع اختیار کرنا ہے دونوں ایک ہی شے ہیں مگر لغت کے اعتبار سے معانی الگ ہیں جیسے منافقین بظاہر اطاعت کرتے تھے دل میں ایمان نہ تھا مسلمان تو کہلاتے تھے مگر علم الٰہی میں مومن نہ تھے اور مومن کون لوگ ہیں ان کی صفات یہ ہیں کہ انہوں نے جب اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان قبول کر لیا تو زندگی بھر کبھی اس میں شک نہیں کیا بلکہ ہمیشہ کے لئے اس پر جم گئے اور اپنی جان کو اپنا سمجھا نہ مال کو اپنا جانا بلکہ جان و مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ایسے لوگ کھرے ہیں اپنے ایمان میں مگر تم کہ فائدہ اٹھانے کے لئے اطاعت کا دعویٰ رکھتے اور اللہ کی راہ میں کچھ دینے کے لئے تیار نہیں نہ جہاد کا نام لینے کے لئے تیار ہو اپنے دعوے میں کھرے نہیں ہو۔ یہ کیسا دین ہے جو تم اللہ کریم کو بتانا چاہ رہے ہو کہ ہم بڑے پارسا ہیں کہ ایسا دین اس نے تو نہیں اتارا اور تم کوئی نئی بات بتانے کی دوسری گستاخی نہ کرو کہ اللہ آسمانوں اور زمین کی سب باتوں کو جانتا ہے اور وہ ہر شے سے باخبر ہے یہ بے وقوف گویا اپنے مسلمان ہونے کا آپؐ پر احسان دھرتے ہیں۔ آپ ﷺ فرما دیجئے کہ مجھ پہ احسان نہ کرو کہ تمہارے مسلمان ہونے سے تمہارا فائدہ ہے اور اگر نہ ہو گے تو خود تباہ ہو جاؤ گے بلکہ اگر تم اپنے دعوے اسلام میں سچے ہو اور تم نے دل سے ایمان قبول کر لیا ہے تو یہ تم پر اللہ کا احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور یاد رکھو اللہ آسمانوں اور زمینوں کی سب پوشیدہ باتیں جانتا ہے لہٰذا جو تمہارے دل میں ہے وہ اللہ کریم کو خوب خبر ہے اور جو تم عمل کرتے ہو اسے بھی اللہ دیکھ رہا ہے۔

یونیک انٹرنیشنل گارمنٹس (پرائیویٹ) لمیٹڈ

یو کے ہوزری پل کوریاں سمندری روڈ فیصل آباد فون
041-2664028
041-2665971

المرشد سے انتخاب

اسلام اور نفاذِ اسلام

امیر محمد اکرم اعوان

ماخوذ از خطاب 23-07-2004

اعوذ باللہ من الشیطٰنِ الرجیم.

بسم اللہ الرحمن الرحیم.

نویں پارے میں سورۃ الاعراف کی آیات مبارکہ ۱۵۸ کا مفہوم یہ ہے کہ تمام انسانیت، تمام اولاد آدم کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ آپ ﷺ فرما دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کے لئے اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں اُس اللہ کا جس کی سلطنت اور بادشاہی اور حکومت آسمانوں اور زمینوں ساری کائنات پر ہے اور وہ اللہ جس کے علاوہ کوئی بھی غیر مشروط اطاعت کا مستحق نہیں کوئی اس قابل نہیں کہ اُس کی عبادت کی جائے۔ عبادت غیر مشروط اطاعت ہوتی ہے جس سے نفع کی امید یا نقصان کا ڈر ہو کہ نہ کرنے سے نقصان ہوگا کرنے سے منافع ہوگا۔ اس کے لئے کوئی شرط عائد نہیں کی جاتی۔

زندگی وہی عطا کرتا ہے موت بھی وہی دیتا ہے کسی کو زندہ کرنے میں اُس کے سوا کسی دوسرے کا کوئی عمل دخل نہیں۔ اور کسی کو موت دینے میں اُس کے سوا کسی کا کوئی عمل دخل نہیں۔ لہٰذا اللہ کی ان عظمتوں کا اقرار کرو اور اُس پر یقین کرو اور اُس کے نبی اُمی ﷺ اُس کے اُس نبی ﷺ جس کا دنیا میں یا مخلوق میں کوئی استاد نہیں۔ جس نے مخلوق سے کسب علم نہیں کیا اور نبی ﷺ خود بھی اللہ پر اور اُس کے تمام احکام پر یقین رکھتا ہے، مکمل اطاعت کرتا ہے اپنے پروردگار کی۔ تمہارے لئے فقط ایک راستہ ہے کہ تم اُس نبی ﷺ کی پیروی اختیار کرلو تاکہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔

ہمارے ہاں گذشتہ چھپن سالوں سے تقسیم ملک سے لیکر آج تک نفاذِ اسلام کی بات چل رہی ہے اور بڑی عجیب بات ہے، یہ بات سمجھنے کے لائق ہے کہ آخر ملک تقسیم کیوں ہوا؟ جبکہ آج بھی ہندوستان میں بھارت میں مسلمان بستے ہیں، پاکستان میں غیر مسلم بھی بستے ہیں وہاں بھی مل جل کر رہ رہے ہیں یہاں بھی مل جل کر رہ رہے ہیں تو پھر اس تقسیم کی ضرورت کیا تھی سارے برصغیر میں مل جل کر رہتے؟ اس تقسیم کی بنیاد یہ تھی کہ دو قومیں ہیں اور دونوں قوموں میں اتنا فاصلہ ہے کہ یہ کبھی ایک نہیں ہوسکتیں۔ برصغیر پر کم وبیش ہزار سال کے لگ بھگ مسلمانوں نے حکومت کی اور مسلمانوں کے عہد حکومت میں ہندوؤں کو بڑی رعایتیں بڑی سہولتیں ہندوؤں کو دی گئیں۔ وزیراعظم ہندو ہوئے جرنیل ہندو ہوئے کاروبار ہندوؤں نے کیا، جاگیریں ہندوؤں کو ملیں اور تمام زندگی کی سہولتیں زندگی کے امور میں انہیں کوئی کسی امتیازی سلوک کا روادار نہیں رکھا گیا اس پہ تاریخ گواہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ ہم نے بھی دیکھا جب ابھی پاکستان ہندوستان نہیں بنا تھا تو یہ ہم نے بھی دیکھا کہ مسلمان جس برتن کو چھو لیتا اُسے وہ ناپاک سمجھتے تھے اگر کسی ہندو کے صحن سے یا اُسکے چوکے سے مسلمان گزر جاتا تھا تو وہ پھر اُسے پاک کرنے کے لئے گائے کے گوبر سے لپائی کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ میں لاہور تھا اور میں ایک ہندو سے کوئی چیز خریدنے کے لئے گیا چھوٹی سی دکان تھی تو میرے ہاتھ میں جو سکے تھے۔ نوٹ نہیں تھا سکے تھے تو اُس نے پہلے وہ گڈوی

پانی کی اٹھائی اور مجھے کہا کہ انہیں یہاں دھو۔ اُس نے رکھ کے پانی سے دھوئے پھر اُس نے وہ اٹھائے۔ یعنی ہزار سال اکٹھا مسلمانوں کی ریاست اور حکومت میں رہنے کے باوجود مسلمانوں کے ساتھ اُن کا علیحدگی کا ایک الگ ہونے کا یا متفق نہ ہونے کا جو عالم تھا وہ یہ تھا۔

اسی کو دو قومی نظریے کا نام دیا گیا اور ملک اس لئے تقسیم کیا گیا کہ ہندو اکثریت کے علاقے ہندوؤں کو دے دیے جائیں جہاں وہ اپنی پسند کے مطابق جس طرح اپنا آئین و دستور بنانا چاہتے ہیں جس طرح زندگی کرنا چاہتے ہیں جس طرح ملک چلانا چاہتے ہیں وہ چلائیں اور مسلمان اکثریت کے علاقے مسلمانوں کو دے دیے جائیں وہ اپنے نظریے اپنے عقیدے اپنے ایمان اور اپنے دین کے مطابق اپنا لائحہ عمل بنالیں اور اُس کے مطابق وہ اپنی زندگی گزاریں۔ اور یہ نتیجہ تھا انگریز کے کم وبیش ڈیڑھ سو سالہ عہد حکومت میں مسلمانوں کی مسلسل آزادی کے لئے جانفروشی کا۔ برصغیر میں صرف مسلمان تھے جو انگریز کے اقتدار میں آنے سے لیکر انگریز کے جانے تک مسلسل جہاد کرتے رہے جانیں دیتے رہے قربان ہوتے رہے۔ کبھی کسی جماعتی شکل میں کبھی کسی تحریک کی شکل میں اور بے حساب افراد ایسے تھے جو انفرادی طور پر بھی انگریزی نظام سے ٹکڑ لیتے رہے یہ اُس کا نتیجہ تھا یہ ڈیڑھ صدی کی قربانیوں کا نتیجہ تھا یہ سب کچھ اچانک نہیں ہوا تھا۔ یہ تاریخ شہدا کے خون سے لکھی گئی

جب انگریز چلا گیا تو ہندو کے لئے تو کوئی خاص پابندی نہیں تھی۔ ان کے ایک سابق وزیر اعظم ہیں بھارت کے اور وہ آجکل بڑے مذہبی وعظ وغیرہ کیا کرتے ہیں اپنے مذہب کے بارے باتیں بتاتے ہیں ٹیلی ویژن پر تو ایک دن اُن سے کسی نے سوال کیا تھا کہ آپ ہندو مذہب کو واقعی دل سے مانتے ہیں یا چونکہ اکثریت ہندوستان میں ہندوؤں کی ہے آپ ایک سیاست دان بھی ہیں اور آپ کی ایک سیاسی ضرورت ہے کہ آپ ہندو رہیں تا کہ ہندوؤں کے ووٹ ملتے رہیں؟ تو اُس نے کہا یہ بات نہیں ہے میں ہندو مذہب کو دل کی گہرائی سے مانتا ہوں اور اس لئے مانتا ہوں کہ ایسا کوئی دوسرا مذہب دنیا میں ہے نہیں۔ اب اُس سوال کرنے والے نے یہ سوال کر دیا کہ وہ کیا ایسی انوکھی بات ہے ہندو مذہب میں جو کسی دوسرے مذہب میں نہیں؟ تو وہ کہنے لگے کہ تمام مذاہب میں حدود وقیود ہیں کسی جگہ جا کر بندہ اُس مذہب سے خارج ہو جاتا ہے لیکن ہندو ایک ایسا مذہب ہے کہ جو جی چاہو کرو اور جب جی چاہے کرو ہندو ہندو ہی رہتا ہے تو اس مذہب میں اتنی وسعت اور ہم گیری ہے کہ اسی کا بگڑتا کچھ نہیں۔ اس لئے میں ہندو ہوں۔

اصولی بات تو یہ ہے کہ جب کسی چیز کی کوئی حد ہی نہیں ہے تو اس کا مطلب ہے وہاں کوئی چیز ہی نہیں ہے' کچھ ہے ہی نہیں۔ کچھ ہوگا تو حدود وقیود بھی ہوں گی یہ ایک الگ بات ہے ہم اس بحث میں نہیں پڑتے۔ جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہندوؤں کو کوئی تکلیف نہیں تھی کہ اُن کے پاس انگریز کا بنایا ہوا ایک نظام آ گیا تو اُن کی ہندو مت کو وہ کچھ نہیں کہتا اُن کے مذہب کو کچھ نہیں کہتا۔ ہندو ہندو ہی رہتا ہے اُسی نظام پر عمل کرتا رہے۔ انہوں نے من وعن جو کچھ تھا وہ قبول کر لیا اور اُس کے مطابق اپنا وقت گزار رہے ہیں کوئی تحریک نہیں چلتی کوئی مذہبی کوئی ایسا ارتعاش نہیں ہے کوئی ہندو شور نہیں کرتا یہ ہونا چاہئے وہ ہونا چاہئے اس لئے کہ اُن کے مذہب کے مطابق اُن کا کچھ نہیں بگڑتا ہندو ہندو ہی رہتا ہے کوئی حلال حرام کی قید نہیں کوئی پاک ناپاک کی قید نہیں کوئی جائز ناجائز کی قید نہیں بس جو ہے کیے جاؤ۔

لیکن مسلمان کیوں الگ ہوئے تھے اس لئے کہ اسلام میں تو حدود وقیود ہیں۔ اب اگر ہندوؤں کے ساتھ مل کر رہیں گے تو جیسا نظام ہے ویسا ہی چلتا رہے تو اس میں مسلمان تو خود کو

Accommodate نہیں کر سکیں گے یہ اُسے کیسے برداشت کریں گے چونکہ یہاں تو قید ہے کہ تمہیں محمد رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پہ چلنا ہے۔ ہر شعبہ حیات میں نقش کف پائے رسول ﷺ سورج کی طرح منور اور روشن ہیں۔ پیدا ہونے سے لیکر مرنے تک انسانی زندگی میں جتنے نشیب وفراز آتے ہیں اخلاقیات ہوں ایمانیات ہوں عبادات ہوں معاملات ہوں۔ زندگی کا کوئی شعبہ ہو اُس میں نقش کف پائے رسول اللہ ﷺ ثبت ہے۔ کوئی مویشی پالتا ہے کوئی چرواہا ہے کوئی آجر ہے کوئی آجیر ہے' زندگی کا جو بھی شعبہ ہے کوئی تاجر ہے تجارت کرتا ہے' اور لڑتا ہے صلح کرتا ہے' بال بچے کے ساتھ سُسرال کے ساتھ والدین کے ساتھ بیویوں کے ساتھ رشتہ داریوں میں کس طرح سے زندگی کرنی ہے۔ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جہاں نبی کریم ﷺ کی رہنمائی موجود نہیں۔ اور اسلام نام ہے قدم بقدم حضور اکرم ﷺ کی اطاعت کا۔ سو مسلمان اس لئے الگ ہو گئے کہ انگریز کا بنایا ہوا نظام بھی اُن کی ضرورت کے مطابق نہیں ہے۔ ہندو جس طرح بنائے گا وہ بھی اُن کی ضرورت کے مطابق نہیں ہے لہذا وہ ایسا نظام بنائیں گے جو اتباع رسول اللہ ﷺ میں اُن کے لئے کام آئے اور اُن کا ساتھ دے سکے۔ اتباع رسول ﷺ کیا ہے؟ دو باتیں ہیں ایمان عظمت الٰہی پر اور اُسکا بلاشریک معبود برحق ہونے پر' ایمان اُس کے رسول ﷺ کے برحق اور صادق ہونے پر اور ساری کائنات کے لئے رسول ﷺ اور نبی ہونے پر۔ اس ایمان کے ساتھ ہر وہ عمل جو کرنے کا حکم دیا ہے محمد رسول اللہ ﷺ نے اور جس طرح سے کرنے کا حکم دیا ہے۔ دو پابندیاں ہیں کام وہی کیا جائے جس کا حکم نبی کریم ﷺ نے دیا ہے یا اجازت دی ہے کرنے کی اور اُس طرح سے کیا جائے جس طرح سے کرنے کا حضور ﷺ نے حکم دیا ہے اور جہاں سے روک دیا ہے منع فرما دیا ہے وہاں سے رُک جائے۔ ہماری بدنصیبی! ایک فطری بات تھی کہ جو لوگ حکمرانوں کے قریب تھے جو لوگ دفاتر میں بیٹھے تھے ظاہر ہے اقتدار انہی کو ملنا تھا اور کسی مولانا کو مسجد میں آ کر تو کسی نے حکومت نہیں دینی تھی! تو تقسیم مُلک پر قربانیاں تو دیں انپڑھ لوگوں نے مار تو کھائی جنہیں آپ جاہل کہتے ہیں انہوں نے مار تو کھائی غریبوں نے بیٹیاں لوٹی گئیں غریبوں کی عزتیں لٹیں غریبوں کی زمینیں چھنی غریبوں کی مال چھینا گیا غریبوں کا جانیں گئیں غریبوں کی جو لوگ صاحبِ ثروت تھے وہ تو بخریت اُدھر سے بھی اِدھر آ گئے اور اِدھر سے بھی اُدھر چلے گئے۔ یہاں آ کر بھی وہ اپنے بڑے بڑے کلیم ساتھ لائے اور جو جائیداد ہندوؤں نے چھوڑی تھی وہ اُن جاگیرداروں کو یہاں مل گئی بلکہ بعض لوگوں نے وہاں کم چھوڑا اور یہاں زیادہ پایا لیکن غریبوں کا اتنا خون بہا' غریبوں کی اتنی لاشیں گریں کہ گدھوں نے انسانی گوشت کھانا چھوڑ دیا! لاشیں پڑی ہوتی تھیں اور گدھ پیٹ بھر کر درختوں پہ بیٹھے ہوتے تھے انہیں ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ قربانیاں دیں غریبوں نے اقتدار ملا اُمراء کو نوابوں کو اور اُس طبقے کو جو انگریز کے زیادہ قریب تھا۔ جس کا رنگ اِس مٹی کا تھا خون یہاں کا تھا لیکن مزاج ولایت کا تھا۔ بودوباش ولایت کی تھی کھانا پینا ولایتی تھا اوڑھنا بچھونا ولایتی تھا۔ خواب بھی ولایتی تھے نیندیں بھی ولایتی تھی بیداری بھی ولایتی تھی۔ اقتدار کا ہما اُن کے سر پہ بیٹھ گیا۔ اب چھپن سال باپ کے بعد بیٹا' بیٹے کے بعد پوتا۔ باپ کے بعد بیٹا نہیں ہے تو اُس کا بھتیجا اُس کا بھانجا۔ یعنی وہی گنے چُنے خاندان ہیں انگریز نے جن کو اقتدار دیا انہی خاندانوں اور انہی نسلوں میں ابھی تک اقتدار آ رہا ہے' سوائے چند فوجیوں کے جو خواہ مخواہ اُس میں کود پڑے۔ اُن خاندانوں سے باہر اگر کوئی بندہ آپ کو نظر آئے گا تو دو چار فوجی جرنیل جو اپنی قوت طاقت کے بل بوتے پر کود پڑے۔ لیکن وہ فوجی بھی اقتدار چھین کر بھی اُس تہذیب کے غلام بن گئے اپنا مزاج

اُس پہ غالب نہ کر سکے بلکہ اُس رنگ میں رنگے گئے اور جس طبقے نے قربانیاں دی تھیں وہ صرف چلاتا رہا اسلام اسلام اسلام نافذ کرو اسلام چاہئے اور علم سے اتنا دور رہا کہ یہ جو نفاذ اسلام کی باتیں کرتے ہیں اُن پر یہ سوال کیا جائے کہ بھئی نماز بھی پڑھتے ہیں کوئی پابندی نہیں، لوگ روزے رکھتے ہیں کوئی پابندی نہیں، لوگ حج کرتے ہیں کوئی پابندی نہیں، لوگ حلال کھاتے ہیں جائز کماتے ہیں اسلام کے مطابق اپنا وقت گزارتے ہیں انہیں کوئی روکتا نہیں پھر اور کیا نفاذ اسلام ہوتا ہے؟ کیا چاہتے ہو تم؟ میرے خیال میں اس سوال کا جواب کسی کے پاس نہیں ہوگا اور کیا اسلام ہے بھئی! اب آپ جامع مسجد میں بیٹھے ہو تو قرآن سن رہے ہو تقریر سن رہے ہو، خلاف اسلام جو چیزیں ہیں اُن پر تنقید کر رہے ہو تمہیں کوئی نہیں روک رہا اور کیا اسلام چاہتے ہو؟

ایک دفعہ بڑے زور سے تحریک چلی تھی نفاذِ اسلام کی اور نظام مصطفیٰ ﷺ کی تو ہمارے لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس یہاں تشریف لائے اور یہی سوال انہوں نے مجھ پر کیا تھا کہ صرف یہ جاننے کے لئے میں نے اتنا سفر کیا ہے کہ پورے ملک میں سارے مسلمان آزادی سے اپنی نمازیں پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں حج کرتے ہیں نکاح کرتے ہیں طلاقیں شریعت کے مطابق ہوتی ہیں، جنازے شریعت کے مطابق ہوتے ہیں خلاف اسلام کیا ہے؟ پھر یہ نفاذ اسلام اور کونسا تماشہ ہے جس کے لئے تحریک چل رہی ہے؟ تو میں نے عرض کیا تھا کہ لوگ ہندوستان میں بھی نمازیں پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں حج کرتے ہیں۔ لوگ دنیا کے ہر ملک میں غیر مسلم ممالک میں یورپ میں امریکہ میں برطانیہ میں افریقی ممالک میں چین میں جاپان میں جہاں ملکوں کے ملک ہی غیر مسلم ہیں اور چند مسلمان ہیں وہاں وہ مسلمان نمازیں پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں حج کرتے ہیں نکاح شریعت کے مطابق کرتے ہیں سارا کام شریعت کے مطابق کرتے ہیں انہیں روکتا کوئی نہیں لیکن اُن لوگوں کا جب واسطہ ملکی حکومت سے پڑتا ہے تو درمیان میں جو رشتہ بنتا ہے کیا وہ شرعی ہے؟ اسلام کے مطابق ہے کسی عدالت میں جاتے ہیں تو کیا اسلام کے مطابق فیصلہ ہوتا ہے؟ کسی بنک میں جاتے ہیں تو کیا بنک کا لین دین اسلام کے مطابق ہوتا ہے؟ زندگی کا کوئی مسئلہ جب آدمی اور حکومت کے درمیان آتا ہے ایک عام آدمی اور حکومت کے درمیان آتا ہے تو وہاں اسلام ہے اُن ملکوں میں؟ وہ تو سوچ بھی نہیں سکتے اُن ملکوں کے اپنے آئین و دستور ہیں قوانین ہیں۔ کافر کو بھی اُسی کے مطابق رہنا ہے مسلمان کو بھی اُسی کے مطابق رہنا ہے تو میں نے کہا جج صاحب یہاں ہم یہ چاہتے ہیں کہ جب عام آدمی کا واسطہ حکومت سے پڑے عدالت سے پڑے حکومتی اداروں سے پڑے تو وہ معاملات بھی عام آدمی اور حکومت کے درمیان شرعی طریقے سے انجام پائیں جو اُس کا شرعی حق ہے اُسے ملے جو کام شریعت روکتی ہے وہاں سے روک دیا جائے۔ تو فرمانے لگے بات تو سمجھ میں آئی لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو لوگ جلوس نکال رہے ہیں شاید انہیں خود بھی یہ پتہ نہیں۔ اس لئے کہ مجھے کسی نے سمجھایا نہیں میں نے بہت پوچھا کہ مجھے بتاؤ تو سہی کہ آخر یہ بات کیا ہے؟ تو یہ بڑی سادہ سی بات تھی جسے الجھا دیا گیا اور اب آ کر ایسے لگتا ہے عام آدمی ایسے سمجھتا ہے بلکہ ہمارے جو مغرب زدہ لوگ ہیں وہ بھی یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام کوئی اور سا جیسے لوہے کا کوئی پنجرہ ہوتا ہے یا کوئی ایسی بلا ہے جو ہمارے گرد مسلط کر دی جائے گی اور ہمیں پتہ نہیں کسی مصیبت میں ڈال دیا جائے گا۔ اسلام دنیا کی زندگی کو آسان اور خوبصورت طریقے سے جینے کا نام ہے۔ اسلام دنیا سے الگ کوئی چیز نہیں ہے ہمارے شب و روز سے ہمارے لین دین سے ہمارے کاروبار سے ہٹ کر کوئی اسلام نہیں ہے۔ اسلام ہے زندگی کے ہر شعبے میں محمد رسول اللہ ﷺ کا اتباع کر لو۔ کرو خرید و فروخت کماؤ دولت، اگر

دولت کے خلاف ہوتا اسلام تو زکوۃ کیوں نافذ کرتا؟ دولت ہوگی تو زکوۃ ہوگی! دولت مند پہ حج کیوں فرض کرتا؟ دولت ہوگی تو حج کرے گا! دولت کے خلاف نہیں ہے اس لئے کہ اسلام واحد طرز حیات ہے جس نے ارتکاز دولت کا راستہ بند کر دیا اسلام میں دولت ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتی اگر کوئی آدمی ایک سرمایے کو ایک سال تک محفوظ رکھتا ہے تو اُس کا ڈھائی فیصد اُسے قوم کو لوٹانا پڑتا ہے۔

ارتکاز دولت نہیں ہوسکتا اور اگر اُسے پھر بھی خرچ نہیں کرتا تو چالیس برسوں میں باقی کچھ بھی نہیں بچے گا۔ سب واپس آجائے گا اُس سرکل میں۔ دنیا کے کسی معاشی نظام میں یہ ارتکاز نہیں ہے کہ کہیں ایک جگہ مال جمع ہو جائے گا تو اُسے قانونی طریقے سے واپس سرکولیشن میں لایا جاسکے یہ صرف اسلام کے پاس ہیں۔ لیکن دولت کمانے سے نہیں روکتا۔ ہاں دوسرے کا حق چھیننے سے روکتا ہے چوری سے جوئے سے دھوکے سے دولت کمانے سے روکتا ہے جائز اور حلال طریقے سے محنت کمانے سے نہیں روکتا بلکہ رزق حلال کمانا اس طرح فرض عین ہے جس طرح نماز پنجگانہ فرض عین ہے اور نماز چھوٹی عبادت ہے اس لئے کہ ایک بندے اور رب جلیل کے درمیان ہے۔ رزق حلال کمانا اس سے بڑی عبادت ہے کہ معاشرے کے اور رب کریم کے درمیان ہے اللہ کے بے شمار بندوں کے اور اللہ کے درمیان ہے۔ جو وہاں دیانت داری سے اور حلال طریقے سے کماتا ہے اور نماز ادا کرتا ہے اُس کی نماز کی لذت بھی الگ ہے اور اُس کی اُس عبادت کا ثواب الگ ہے۔ تو اسلام زندگی کے اسلوب کو ختم کرنے کا نام نہیں کہ آپ شادی نہ کرو۔ آپ اچھا مکان نہ بناؤ آپ اچھی گاڑی نہ رکھو۔ آپ اچھے کپڑے نہ پہنو تو اچھا اسلام ہو جائے گا یہ بات نہیں ہے۔

قصہ گو اور افسانہ نویسوں نے اسلام کی معراج یہ بنادی ہے کہ جی وہ تو بہت ولی اللہ تھے کیسے ولی اللہ؟ انہوں نے شہر چھوڑ دیا وہ کھاتے پیتے کچھ نہیں تھے۔ وہ جنگل میں جا بسے تھے اس لئے وہ بہت بڑے ولی تھے۔ حق یہ ہے کہ بعض پائے کے مشائخ اور اولیاء اللہ ایسے تھے جنہوں نے جنگلوں میں وقت گزارا۔ لیکن اگر آپ تاریخی اعتبار سے تحقیق کریں تو اُن میں سے کوئی بھی اپنے شوق سے جنگل میں نہیں گیا۔ انقلاب آفریں لوگ تھے۔ جنہوں نے لوگوں کا مزاج بدل دیا۔ حکمرانوں نے انہیں شہر بدر کر دیا اور لوگوں پر پابندی لگادی کہ کوئی اُن سے ملے گا نہیں۔ حکمرانوں نے اپنے لئے خطرہ سمجھتے ہوئے اُن عظیم لوگوں کو جنہوں نے اتنے کام کئے کہ حکومت کی نظروں میں کھٹکنے لگے تو حکمرانوں نے یہ سمجھا کہ اگر یہ چلتا رہا سلسلہ تو ہماری حکومتیں ختم ہو جائیں گی اور ہمارا ظلم وستم بند ہو جائے گا۔ لوگ ہماری گرفت سے نکل جائیں گے انہوں نے اُن اہل اللہ کو حکماً شہروں سے نکال دیا۔ حضرت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بہت بڑے بڑے حضرات جب آبادی سے کٹ گئے اور باقی زندگی انہوں نے جنگل میں بسر کی تو اُن کے مراقبات ومقامات جو تھے ان میں ترقی رُک گئی۔ اُسی مقام پر اُن کا وصال ہوا جس مقام کو لے کر جنگل میں گئے تو میں نے یہ پوچھنے کی جسارت کر لی کہ حضرت مجبوراً گئے تھے حکومت نے حکم سے نکال دیا تھا لوگوں سے ملنا بند ہوا۔ فرمایا بات یہ ہے کہ عمل سے ترقی ہوتی ہے اور عملی زندگی سے تو انقطاع ہو گیا اب اگر ایک آدمی آج فوت ہو جاتا ہے تو جس مقام ومرتبہ پہ فوت ہوگا وہاں عمل منقطع ہو گیا وہیں رہے گا تو وہ جبر سے گئے یا حکمرانوں کے حکم سے گئے وہ شعبہ الگ ہے اُس کا اجر اللہ دینے والا ہے وہ زیادہ دے گا لیکن ترقی جو مراقبات میں تھی وہ تو مرہون منت تھی اُس کام کی جو وہ معاشرے میں کر رہے تھے اور جب کام ہی ختم ہو گیا اب ایک مستری اینٹیں لگانا ہی چھوڑ دیتا ہے اینٹیں ہی ختم ہو گئیں تو دیوار اوپر کیسے جائے گی۔ لیکن

قصہ گولوگوں نے کہانی نویسوں نے ہمیں یہ تصور دے دیا کہ اعلیٰ اسلام یہ ہے جی کہ وہ کھاتا پیتا ہی کچھ نہیں وہ کام کاج بھی کوئی نہیں کرتا اور سب سے اچھا وہ ہے جو کپڑے بھی نہیں پہنتا وہ بہت زیادہ بزرگ ہو گیا ہے خواہ کوئی پاگل ہو جائے اُس کا لباس پھٹ جائے۔

مغرب کی الگ تہذیب ہے ایک الگ معاشرہ ہے جس میں لباس پہننا نہ پہننا برابر ہے ہمارے معاشرے میں کوئی صاحب ہوش آدمی بلا لباس پھرنا یا رہنا پسند نہیں کرے گا۔ تو اسلام کی اس تصویر نے ایک اور مصیبت پیدا کر دی کہ ایک پڑھا لکھا طبقہ جو اقتدار جہاں دینی قوتوں کے پاس آیا وہاں اسلام صرف یہ آیا کہ اس کی ٹی۔ وی کی دکان ہے اس کی دکان توڑ دو۔ اس کے پاس ویڈیو کیسٹ ہے اس کی کیسٹیں جلا دو۔ یہ کونسا اسلام ہے؟ اسلام تو بنیادی حقوق دینے کی بات کرتا ہے آپ ایک آدمی کا رزق چھین رہے ہیں کونسا اسلام ہے؟ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کے ٹی۔ وی توڑ دینے سے دنیا سے ٹیلی ویژن ختم ہو جائے گا اور ذرائع ابلاغ میں یہ شعبہ نہیں رہے گا تو یہ آپکی جہالت ہے اور اگر دنیا میں رہے گا اور آپ کے پاس نہیں ہوگا تو محروم کون ہوگا؟ آپ ٹی۔ وی کو توڑنے کی بجائے ٹی۔ وی کو حقائق اور سچائیاں اور حق پہنچانے کا ذریعہ کیوں نہیں بناتے؟ اور میرے خیال میں اب بے حیائی تو ٹی۔ وی پر تو میرے خیال میں کوئی نہیں رہی جو ٹی۔ وی پر آپ کو نظر آتی ہے یہ اُس کا کروڑواں حصہ بھی نہیں جو انٹرنیٹ پہ ہوتی ہے جو کمپیوٹر پہ اور انٹرنیٹ پہ ہوتی ہے اُس کا کروڑواں حصہ بھی ٹی وی پہ نہیں آسکتا۔ تو کیا انٹرنیٹ اور کمپیوٹر توڑ دیا جائے۔ ہم تو اُس انٹرنیٹ پہ پوری روئے زمین پر ساتھیوں کو ذکر کرواتے ہیں۔ یہ جو تقریر آپ سن رہے ہیں یہ اُسی انٹرنیٹ پر آج شام کو دنیا کے ہر گوشے میں ساتھی سنیں گے۔ انشاء اللہ۔ تو کمپیوٹر توڑنے سے یہ کام ہوگا یا اُسی آلے کے مثبت استعمال سے ہو رہا ہے۔ ہم نے کمپیوٹر توڑے نہیں اندر کمپیوٹر لگا ہوا ہے تقریر کیمرہ ریکارڈ کر کے سیدھی کمپیوٹر میں بھیج رہا ہے اور آج شام کے ذکر کے بعد جاپان سے لیکر امریکہ تک اور چین سے افریقہ تک جہاں جہاں ساتھی ہیں یا جو عام مسلمان بھی سننا چاہے وہ اپنے کمپیوٹر پر وہاں بیٹھ کر آپ کی یہ ساری جمعے کی تقریر سن لے گا آج شام کو انشاء اللہ۔ تو ہم کمپیوٹر توڑیں تو وہ زیادہ مفید ہے یا اُسے اسلام کا خادم بنائیں تو زیادہ مفید ہے! نفاذ اسلام تو یہ تھا کہ اگر اقتدار دین داروں کے پاس ہے تو سب سے پہلے لوگوں کو زندگی کے وسائل مہیا کرنے کی طرف توجہ دی جائے حلال اور جائز روزگار کے مواقع فراہم کئے جائیں۔ کاروبار میں بہتری ہو ٹیکسز گھٹا کر اور کارخانوں کی مدد کر کے اُن کو چلایا جائے تا کہ اُس میں عام آدمی کام کر سکے لوگوں کو مزدوریاں ملیں روزگار ملے غذا حلال ملے لوگوں کو اُن کے بچوں کی تعلیم کا کچھ کیا جائے کہ غریب آدمی کا بچہ پڑھ کر بھی۔ کبھی اس ایک سرکل کو جو ایک خاص طبقے نے اقتدار کو ایک دائرے میں قید کر رکھا ہے کوئی غریب بھی اُس دائرے کو توڑ کر اُس میں داخل ہو سکے۔

تو صقارہ اکیڈمی یا صقارہ سسٹم آف ایجوکیشن کیوں بنا تھا اسی غرض کے لئے آج الحمدللہ اس سکول کے پڑھے ہوئے بچے آرمی میں لیفٹیننٹ کرنل ہیں پولیس میں ایس ایس پی کے عہدے تک ہیں۔ اُس ایک سرکل کو توڑنے کے لئے کہ کوئی جرنیل یہاں سے پڑھ کر بھی جائے کوئی سیکرٹری وفاقی یا صوبائی یہاں سے پڑھ کر بھی جائے اور سارے یہ غریب لوگوں کے بچے ہیں۔ عام کسانوں کے بچے ہیں۔

تو اسلام کی خدمت نہ مار دھاڑ میں ہے نہ ڈنڈے ماری میں ہے نہ شور شرابے میں ہے نہ جلسے اور جلوسوں میں ہے نہ کسی کی مخالفت میں ہے۔ حکومتوں کی مخالفت میں لوگ بیان دیتے ہیں اس لئے کہ اُس سے شہرت زیادہ ہو جاتی ہے۔ جلوس میں شاباشا ہو جاتی ہے

کچھ چندے آ جاتے ہیں لیکن اسلام یہ ہے کہ آپ ایک ایک بندے کو یہ بات سمجھائیں کہ میرے بھائی تجھے میرے پیچھے نہیں چلنا مجھے بھی اور تجھے بھی دونوں کو محمد رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چلنا ہے۔ میں بھی اُس طرح غلام ہوں آقائے نامدار ﷺ کا اور تم بھی اُسی کا کلمہ پڑھتے ہو۔ ہم دونوں کو مل کر اپنے نظام حیات میں اپنی زندگی میں اپنے جینے مرنے میں اپنے کاروبار میں اپنے معاملات میں اپنے تعلقات میں یہ دیکھنا ہے کہ ہم کہاں تک اتباع محمد رسول اللہ ﷺ کا حق ادا کر رہے ہیں اور یہ جو عملی مثال ہوگی یہ کھینچے گی دوسرے لوگوں کو بھی اس طرف' یہ کیسے اچھے لوگ ہیں اسی طرح کا ہونا چاہئے اور یہ بات تبدیلی کا سبب بن سکے گی۔ بچوں کو دین ضرور پڑھایئے لیکن انہیں دنیوی تعلیم سے محروم مت کیجئے۔ چونکہ آدھا دین یہ دنیوی تعلیم ہے۔ نصف علم یہ ہے۔

ایران میں انقلاب آیا ہم اُن سے اختلاف رکھیں شیعہ سنی کا ہمارا اپنی جگہ جسے وہ اسلام سمجھتے تھے اُس اسلام کی ریاست انہوں نے بنالی نا۔ اُس کا سبب جانتے ہیں آپ ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ انہیں اپنے اُن کے جو علما ہیں وہ غیر ممالک کے پی ایچ ڈی ملتے ہیں۔ چلو آپ عام آدمی کو نہیں جانتے اُن کے اسمبلی میں جو علما ہیں اُن کو دیکھ لیں اُن کی جو وزارتوں میں علما ہیں مولوی بھی ہیں اپنا دین بھی انہوں نے پڑھا ہے لیکن انہوں نے پی ایچ ڈی مغرب کی یونیورسٹیوں سے کی ہے۔ ڈاکٹر ہیں سارے ہم سے کوتاہی یہ ہوئی کہ جو طبقہ دین کی طرف آیا اُس نے صرف دین ہی پڑھا اُس نے دنیا کو جاننا غیر ضروری سمجھا۔ کچھ دنیا دار حکمرانوں نے کوشش بھی کی کہ ہمارے بچوں کے علاوہ دوسروں کے بچے نہ پڑھ سکیں۔ سرکاری سکولوں میں کیا ہو رہا ہے؟ کیا یہ سارے لوگ حکومت نہیں جانتی کہ ستر بچہ امتحان دینے جاتا ہے ستر فیل ہو جاتا ہے۔ تہتر بچے ایک سکول کے دسویں کے امتحان میں گئے تھے تین پاس ہوئے ستر فیل کیا حکومت نہیں دیکھ رہی؟ کیا ایکشن لیا حکومت نے؟ وہ لینا ہی نہیں چاہتے ہیں کہ بچے نہ پڑھیں۔ اس لئے کہ اُن کے اپنے بچے اس ملک میں پڑھتے ہی نہیں اور اس ملک میں پڑھتے ہیں تو اُن سکولوں میں پڑھتے ہیں جو باہر کے ممالک کے ساتھ "ریلیٹڈ" **Related** ہیں اور اُس سٹنڈرڈ کا پڑھاتے ہیں اول تو پڑھتے ہی باہر ہیں اور وہاں سے آ کے اسلام آباد آ جاتے ہیں۔ ہم سے بھی یہ سستی ہوئی کہ جو بچہ ہم نے دین کی طرف بھیجا ہے تو ہم نے کوئی صحیح تندرست بچہ بھیجا نہیں۔ کوئی غریب یتیم کوئی لولا لنگڑا دماغی طور پر معذور کوئی معاشی طور پر محتاج اُسے دیا دینی مدرسہ کو اور جسے دیا اُسے اُدھر ہی دے دیا پھر اُسے دوسری طرف آنے نہیں دیا

تو میرے بھائی جب تک عام آدمی اسلام کو اپنا نہیں لیتا' کیا مذہب صرف مولوی صاحب کا ہے آپ کا نہیں؟ اللہ صرف پیر صاحب کا ہے آپ کا نہیں؟ نبی صرف مولوی صاحب اور پیر صاحب کا ہے آپ کا نہیں؟ دین صرف پیر صاحب اور مولوی صاحب کا ہے آپ کا نہیں؟ ہم سب کا ہے ہر ایک انفرادی طور پر اپنی ذمہ داری جب مسلمان محسوس کرے گا تو پھر اس نفاذ اسلام کو کوئی طاقت دنیا کی روک نہیں پائے گی۔ فلاں مولانا کر دیں گے یا فلاں پیر صاحب کر دیں گے یہ اس طرح کرنے کا کام نہیں یہ اپنے کرنے کا کام ہے۔

اللہ کریم ہمیں اس کی سمجھ بھی دے توفیق بھی دے اس ملک کو ہمیشہ قائم رکھے اور اس پر دین برحق کی حکومت قائم فرمائے۔

و آخر دعونا ان الحمدللہ رب العٰلمین

سلسلہ وار...........

فرض کی بجا آوری اور مشن کی تکمیل میں جہاں نوردی کے دوران امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ' کی نگاہ بصیرت نے کیا دیکھا؟ اچھوتے قلم نے کیسے بیان کیا؟............

پیش خدمت ہے' سفرنامہ

قسط نمبر 15

''غبار راہ''

کل مغرب کا اجتماع بھی بارونق تھا کہ صبح تو ابوظہبی سے روانگی تھی۔ احباب بھی زیادہ سے زیادہ جمع تھے اور نئے لوگ بھی تھے پہلے بیان ہوا جو تقریباً صرف ایک سوال کا جواب تھا کہ ''تصوف کیا ہے؟''

اس کی ضرورت یوں پیش آئی کہ چند احباب نے کچھ لوگوں کے اعتراضات کا حل چاہا جو اس نوعیت کے تھے کہ ذکر کیسے درست ہے اور کیسے نہیں کرنا چاہیے؟ تو میں نے مناسب خیال کیا کہ پہلے یہ تعین کر لیا جائے کہ تصوف کیا ہے؟ پھر اس کی ضرورت واہمیت کا اندازہ بھی آسانی سے کیا جا سکے گا اور اس کے طریقے اور سلیقے پر بھی بات ہو سکے گی۔

خطبہ مسنونہ کے بعد بات یہاں سے شروع ہوئی کہ ہر فن اور ہر کمال کے ماہرین ہوتے ہیں اور لوگ اُن سے سیکھتے یا حاصل کرتے ہیں ان میں سب سے قیمتی فن تعمیر انسانیت ہے کہ کمال انسانیت کو حاصل کیا جائے یہ فن انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ہے اور انہی کی ذوات مقدسہ اس فن کی ماہر اور امام ہوتی ہیں اس لئے کہ کمال انسانیت اللہ کی معرفت سے نصیب ہوتا ہے یعنی جس کسی کو جس قدر معرفت باری ہوتی ہے اتنا ہی وہ کامل ہے حتیٰ کہ کائنات بسیط میں نعمت عظمیٰ سب سے بڑھ کر آقائے ﷺ کو حاصل ہے تو آپ کو انسان کامل بھی کہا جاتا ہے جو حق ہے، دوسرے علوم وفنون اور اُن کے ماہرین اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں ایک بنیادی فرق تو یہ ہے کہ تمام فنون کا تعلق انسانی عقل سے ہوتا ہے لہٰذا ماہرین، فن کی بات انسانی دماغ تک پہنچا پاتے ہیں، ضروری نہیں کہ دل بھی ساتھ ہو مثلاً کسی نے کوئی چیز بنانا سیکھ لی، بناتا بھی رہے گا مگر ضروری نہیں کہ دل سے پسند بھی کرتا ہو۔

''مگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جو فن سکھاتے ہیں اُس کا تعلق ہی دل سے ہے اور جب دل ہی فدا ہو جاتا ہے یا ایک خاص کیفیت کو اپنا لیتا ہے تو دماغ لامحالہ اس کی اطاعت کرتا ہے لہٰذا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام صرف تھیوری پر ہی بحث نہیں فرماتے بلکہ دلی کیفیات عطا فرماتے ہیں اور یہ نبوت کے فرائض میں سے ہے۔

فرمایا۔ یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمتہ یعنی دعوت الی اللہ پھر جو بھی قبول کرے اس کا تزکیہ اس کے دل کی پاکیزگی اور اس کے بعد کتاب وحکمت کی تعلیم۔

یہ تزکیہ کیسے اور کتنی مدت میں فرماتے ہیں یہ ایک لمحے کی بات ہے کہ جب ایمان نصیب ہوا اور پھر بارگاہ نبوت کی حاضری کی سعادت نصیب ہو گئی تو وہ لمحہ جس میں اس کی نگاہ نبیؐ کے وجود عالی پر آپؐ کی نگاہ اُس پر پڑ گئی۔ وہی لمحہ اُسے تزکیہ کے درجہ کمال پر لے گیا اتنی بلندی پر کہ وہ صحابیت سے سرفراز ہوا جو نبوت کے بعد

انسانیت کے کمالات میں آخری مقام ہے اب جس خلوص سے وہ تعلیمات نبوت پر عمل کرتا ہے دوسرے کسی کے بس کی بات نہیں۔

جیسے ایک حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ

میرے صحابہ نے اگر مٹھی بھر اللہ کی راہ میں خرچ کیئے تو بعد میں آنے والا احد کے برابر خرچ کرے اس کے ثواب کو نہیں پا سکتا۔ ظاہر ہے کہ صورت ظاہری میں تو بعد میں آنے والے نے بہت ہی زیادہ خرچ کیا مگر دل کی وہ کیفیت اور وہ خلوص جو صحابی کو حاصل تھا کہاں سے لائے گا اور اجر کی بنیاد تو وہی کیفیت ہے۔

یہاں سے اندازہ ہوتا ہے کہ جو لوگ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پہ اعتراض کر کے اپنی علمیت کا اظہار چاہتے ہیں درحقیقت مقام صحابیت کی عظمت کو نگاہ میں نہیں رکھتے اور یہ نعمت جب تک نبوت باقی ہے تب تک باقی رہنی چاہیئے لہذا نبی کے بعد صحابی یہ شان موجود کہ اس کی صحبت پانے والا تابعی بنا اور پھر تابعی سے تبع تابعی بنایہ ہے تزکیہ اور اس کے بعد علم کتاب وحکمت اور علم کے بعد عمل کہ جاننا تو عمل کے لئے ہی شرط ہے ورنہ اس کا حاصل اور فائدہ کیا؟ اور دین کے علم کی بنیاد تزکیہ پر ہے اگر تزکیہ نصیب نہ ہو تو مشاہدہ یہ ہے کہ دین کا علم بھی محض حصول دنیا کا ایک سبب ہی رہ جاتا ہے لہذا اسی تزکیہ کا نام تصوف ہے' آپ اسے ترجمہ کہہ لیں یا متبادل لفظ' بہر حال مقصد دل کی صفائی ہے' توجہ اور انوارات قلبی سے جو شیخ کے دل میں ہوتے ہیں اور وہ طالب کے دل میں القا کرتا ہے اور رفتہ رفتہ وہ بھی روشن ہونے لگتا ہے یہ فن تصوف کہلاتا ہے چونکہ مل کر مجلس میں یہ دولت لی اور دی جاتی ہے تو مجلس میں ذکر الہٰی کا' جو کہ اس کا باعث بھی ہے اور اس کا حاصل بھی' اہتمام کرتا ہے' ذکر اسم ذات کی تاکید کتاب میں اور اس پر عمل سنت میں موجود ہے نیز اس کی پہچان بھی یہی ہے کہ اگر دل کو روشنی اور برکات صحبت نصیب ہوں تو علوم شریعت کی نہ صرف سمجھ آنے لگتی ہے ان پر عمل کرنے کو جی چاہتا ہے اور گناہ سے بے رغبتی اور پھر نفرت ہونے لگتی ہے یعنی یہ ساری محنت شریعت ہی کو سمجھنے اور خلوص کے ساتھ اس پر عمل کرنے کی سعادت حاصل کرنے کے لئے کی جاتی ہے۔

لہذا خود اس کام میں خلاف شریعت عمل کیسے ہو سکتا ہے اور اگر کوئی واقعی خلاف شریعت کام کرتا ہے تو پھر وہ تصوف کا نام استعمال کر رہا ہے کام کوئی اور اختیار کر رکھا ہے اس پس منظر پہ نگاہ رکھتے ہوئے انسان اندازہ کر سکتا ہے کہ یہ کیا شے ہے' اور اس کی کس قدر ضرورت ہے؟

یہ بیان کا خلاصہ تھا' پھر آرام کیا' لاہور فون کیا تھا' بچے آئے ہوئے تھے ان کا پتہ تو چلا۔ ملاقات نہ ہو سکی کہ کہیں باہر گئے ہوئے تھے' بہر حال گھر کی خیریت معلوم کی اور صبح ذکر اور نماز کے بعد ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہو کر دبئی کو چل پڑے۔ میرا خیال تھا کہ میں نے تو بارہا ابوظہبی کو دیکھا ہے بھلا نئی چیز کیا ہو گی' مگر یہاں تو ہر بار عجیب تبدیلیاں نظر آتی ہیں اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ بادشاہت عام آدمی کو اپنی خوشیوں میں شریک رکھتی ہے سڑکیں' پل' راستے' پارک' بجلی' فون' ہسپتال اور کھانے پینے کی اشیاء غرض ایک ایک چیز خوبصورت' خالص' آرام دہ اور آسانی سے دستیاب رکھنے کی پوری پوری کوشش کی جاتی ہے۔ آپ ایک واقعہ سے اندازہ کر لیں کہ مجھے ایک عزیز نے بتایا چند سال پہلے انہوں نے حج کی تیاری کی چھٹی آخری دنوں میں ملی۔ جدہ ایئر پورٹ بند ہونے میں صرف چوبیس گھنٹے باقی تھے کہ یہ لوگ احرام باندھ کر ایئر پورٹ پہنچے۔ سیٹیں کنفرم تھیں دن بھر کے انتظار کے بعد فلائٹ ملی تو (۸۰) آدمی سوار ہونے سے رہ گئے جہاز چھوٹا تھا۔ اب مغرب ہو چکی تھی اور صبح بارہ بجے کے بعد جدہ ایئر پورٹ بند ہو جانی تھی۔ لہذا بہت پریشان

ہوئے' ٹریفک مینجر سے بات ہوتی رہی' آخر گھنٹہ ڈیڑھ کے بعد اس نے بتایا کہ جہاز نہیں مل سکتا۔ یہ لوگ بہت پریشان کہ احرام کیسے کھول دیں؟ چھٹی لی' روپے جمع کروا کے ٹکٹ لئے احرام باندھا' اب کیسے نہ جائیں؟

کوئی صورت بنتی نظر نہ آئی تو بس لے کر سب لوگ وزارت حج میں گئے کہ وزیر صاحب سے عرض کریں تو وہاں بھی عید کی چھٹیاں اور مزے کی بات یہ کہ وزیر موصوف شہر سے باہر گئے ہوئے تھے بہت پریشان ہوئے تو اُس بدو چوکیدار نے جو اکیلا وزارت کی عمارت کا نگران تھا۔ وجہ پوچھی اور سن کر کہنے لگا آپ لوگوں کے جو ٹکٹ ہیں ان پر لکھا ہوا ہے کہ آپ کو لے جائیں گے؟

کہا'' ہاں!''

تو کہنے لگا'' پیسے دے کر خریدے ہیں یا ویسے ہی ملے ہیں؟''

کہا'' بھئی! رقم دی ہے''۔

کہنے لگا' یہ تو پولیس کیس ہے وزیر کا اس میں کیا کام؟ پولیس میں جاؤ! سب بس لے کر پولیس کے ڈیوٹی افسر کے پاس گئے جو اے ایس آئی قسم کا تھا کہ یہاں پولیس کے رینک بھی فوج کی طرح ہیں لہٰذا لیفٹیننٹ ہوتا ہے' جسے یہ ملازم کہتے ہیں اس نے ساری بات سنی اور کہا' میں اپنی جیپ پر جاتا ہوں تم لوگ گلف ایئر کا جو چیئر مین یا ذمہ دار ہے اس کے بنگلے پر آ جاؤ!''

وہ ایک انگریز تھا جب یہ پہنچے تو وہ اس سے بات کر رہا تھا کہ ان لوگوں نے ٹکٹ خرید کر احرام باندھا' اب صبح بارہ بجے سے پہلے انہیں جدہ پہنچانا تمہاری ذمہ داری ہے اگر نہ کر سکو تو میری ذمہ داری ہے کہ فوج کو کہہ کر انہیں جہاز دلواؤں گا اور تمہیں مع بیوی بچوں کے جیل میں بند کر دوں گا اور عید کی چھٹیوں کے بعد معاملہ قاضی کے سامنے جائے گا' اُس نے کہا' انہیں ایئر پورٹ بھیجو!

چنانچہ جب یہ لوگ ہوائی اڈے پر پہنچے تو کمپنی والے کہیں اور (غالباً بحرین) جانے والی فلائٹ خالی کرا چکے تھے جو انہیں لے کر جدہ گئی اور خالی واپس آ کر بحرین کے مسافروں کو لے کر روانہ ہوئی۔

آپ اندازہ کریں کہ ریاست میں عام آدمی کا کتنا احترام ہے یہی حال زندگی کی سب سہولتوں کا ہے حتی کہ سڑکیں بھی پھولوں سے یوں لدی ہیں جیسے شاہی محل کی روشیں ہوں بہر حال ہم دوبئی آ گئے۔

دورات قیام ہے اور پھر لندن' انشاء اللہ۔

18 مئی

کل شام مجلس ذکر کے بعد شہر سے باہر ایک نئی آبادی میں جا کر جس کا نام'' کچا صفا'' ہے بیان تھا عشاء کی نماز وہاں جا کر ادا کی اور تقریباً پون گھنٹہ بیان ہوا' غالباً ساتویں پارہ کی آخری اور آٹھویں پارہ کی شروع کی آیات تھیں جن کا مفہوم کچھ اس طرح سے ہے کہ یہ لوگ بڑی زور دار قسمیں کھاتے ہیں اور اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ اگر کوئی نشانی نازل ہو جائے جس سے ہماری تسلی ہو تو ایمان لے آئیں گے تو آپ ﷺ فرما دیجئے کہ اللہ قادر ہے ایسا کر سکتا ہے مگر یہ بات بھی ہے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے اس لئے کہ اُن کے کردار اور باطنی فیصلے کے سبب اُن کی آنکھیں اور دل اللہ نے پھیر دیئے ہیں اب اگر ان کے سامنے فرشتے بھی اُتر آئیں یا ان سے مردے باتیں کریں یا کچھ بھی ہو جائے انہیں ایمان نصیب نہ ہوگا کہ جب تک اللہ نہ چاہے یہ نہیں ہو سکتا اور اس لئے نہیں چاہتے کہ انہوں نے اپنے دل سے خواہشات کی پیروی کا فیصلہ کر لیا ہے ایسے لوگ تو انبیاء کے دشمن اور خود شیطان بن جاتے ہیں انسانوں میں سے بھی اور جنوں میں سے بھی اور پھر ایک دوسرے کو فضول باتوں میں لگائے رکھتے ہیں۔

یہ میں نے زبانی نقل کرنے کی کوشش کی ہے جو مفہوم اب تک ذہن میں تھا اور لفظ بلفظ ترجمہ نہیں۔ اس پر بات اس انداز میں ہوئی کہ انسان بااختیار ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ دیکھنے میں تو بے اختیار ہے' اپنی مرضی سے نہ جیتا ہے نہ مرتا ہے نہ حسن پہ اختیار ہے نہ رزق پہ' نہ صحت پہ' خود اپنے وجود کو بنانے یا قائم رکھنے پہ بس نہیں چلتا تو اختیار کیسا؟ اور یہی بات جاننے کی ہے کہ اس موضوع پر بڑی لمبی بحثیں کی گئی ہیں مگر ماحصل سب کا ایک ہی ہے کہ

''انسان کو ایک کیفیت' ایک استطاعت عطا ہوئی ہے اور وہ ہے معرفت باری کو حاصل کرنے کی سکت اور شعور' اب ایک طرف دنیا اس کی لذات نفس' اس کی خواہشات' ابلیس اور اس کے مشورے اور دوسری طرف جمال باری اور قرب الٰہی ہے ان دو راستوں میں فیصلہ انسان خود کرتا ہے اللہ کریم اس پر مسلط نہیں فرماتے کہ اُسے کس جانب بڑھنا ہے اگر اللہ کی راہ اختیار کرتا ہے تو دنیا کی لذات اور نعمتوں سے محروم نہیں ہوتا' ہاں! حاصل اور استعمال ایسے طریقے سے کرتا ہے جس کی اجازت اللہ دیں اور اگر دوسری راہ اپناتا ہے تو دین سے محروم ہو کر دنیا میں کھو جاتا ہے حتی کہ نگاہ ٹیڑھی اور دل الٹ جاتا ہے یعنی ظاہری اور باطنی ادراکات سے محروم ہو جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ یہ بدنصیب آپ ﷺ کی ذات گرامی جو بجائے خود ایک بہت بڑا معجزہ ہے کہ بچپن' لڑکپن' جوانی غرضیکہ چالیس برس کی عمر ایسی بیمثال رکھتے ہیں جس کی نظیر لانا ممکن نہیں' کو نہ پہچان سکے جس نے کسی انسان سے کچھ سیکھا نہ پڑھا مگر جب اعلان نبوت فرمایا تو علم کے تمام موضوعات پر ایسی جامع بات ارشاد فرمائی جس نے تمام سوال بھی حل کر دیئے اور وہ حق بھی تھی نہ صرف دنیا بلکہ مابعد الموت' ذات وصفات باری تعالیٰ کی پسند و ناپسند' ہر موضوع پر کسی نئی خبر اور بات کی ضرورت باقی نہ رہی' پھر آپ ﷺ کا معجزہ اللہ کا کلام ہے اور بے شمار حسی معجزات' یہ سب انہیں نظر کیوں نہیں آتا؟ اس لئے کہ انہوں نے اپنے فیصلے سے نفس اور خواہشات نفس کو پسند کر لیا لہذا دوسرا راستہ ہی کھو بیٹھے اور یہی اختیار اتنا بڑا اختیار ہے جو تعمیر بدن سے لیکر حیات' موت اور بابعد الموت کو متاثر کرتا ہے حتی کہ قیامت کے روز بھی اعمالنامے تھما کر ارشاد ہوگا اپنی کتاب پڑھ لو اور اپنا فیصلہ دیکھ لو' جس راہ کے حق میں تم نے فیصلہ کیا تھا آج اُسی پر چلائے جاؤ گے تم خود ہی اپنے جج بھی ہو۔

اس نگاہ سے دیکھا جائے تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ مسلمان اسلام پر عمل کیوں نہیں کرتا جب وہ اپنی پسند سے اسلام قبول کرتا ہے تو عمل نہ کرنا کیسا؟ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ'

''غیر مسلم جب تحقیق کر کے اور صداقت سے متاثر ہو کر اسلام قبول کرتے ہیں تو کتنے باعمل ثابت ہوتے ہیں ہم ایسا کیوں نہیں کر پاتے شاید ہم اپنے فیصلے سے نہیں بلکہ محض موروثی مسلمان ہیں'' باپ دادا مسلمان تھے لہذا ہم بھی مسلمان ہیں' خدانخواستہ اگر وہ نہ ہوتے تو شاید ہم بھی مختلف ہوتے۔ ہم نے کبھی فکر کرنے کا تکلف نہیں کیا کہ آخر ہم کیوں مسلمان ہیں؟ یہ موروثی سا قبول اسلام' ارکان اسلام کو بوجھ بنا دیتا ہے۔

اگر ہم دل سے فکر کر کے اور سوچ سمجھ کر طے کر لیں کہ واقعی ہماری زندگی کی راہ اسلام ہے تو یقیناً اپنے ہر عمل میں اس کو اختیار کرنے اور اپنانے کی سعی بھی کریں گے اور یہی مقصود بھی ہے لہذا ایک دوسرے سے الجھنے سے پہلے یہ فیصلہ کرنا ضروری ہے کہ مجھے کونسی راہ اپنانا ہے' اللہ تو اتنے کریم ہیں کہ فرمایا ہم چاہتے تو فوراً ان کی گردن مروڑ دیتے یہ کچھ بھی نہ کر سکتے مگر موت تک مہلت دی ہے اور اتنا احسان فرمایا ہے کہ

''جب بھی یہ طے کر لو کہ مجھے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت

اختیار کرنا ہے نہ صرف گناہ بخش دوں گا بلکہ گناہوں کو نیکیوں میں بدل دوں گا۔

لہذا ضروری بھی ہے اور یہی اسلام بھی ہے کہ ہم دل کی گہرائیوں سے اور خود اپنے فیصلے سے راہ حق کو قبول کریں سب توفیق اللہ ہی کے پاس ہے۔

واپسی پہ کھانا کھایا اور آرام کیا۔ صبح خون دیا ہے تا کہ ٹیسٹ ہو جائے۔ یہاں کے ہسپتالوں میں دنیا کی تمام سہولتیں مہیا ہیں۔ رات مولانا ابو طاہر محمد اسحٰق صاحب تشریف لائے تھے وہ ورلڈ اسلامک مشن کے نمائندے ہیں جو سعودی عرب کی طرف سے ہے کراچی اور پھر مدینہ یونیورسٹی سے فارغ ہیں اور بہت سی اعلیٰ پائے کی کتب کے مصنف ہیں انہوں نے شفقت فرمائی اور چائے کا حکم دیا لہذا ان کے دولت خانے پر حاضری دی اور علماء حضرات بھی تھے زیارت نصیب ہوئی ارشادات سنے اور چائے بھی پی۔

احباب شہر کی سیر کو نکل گئے جو بہت خوبصورت اور دنیا کا واحد شہر اور ملک ہے جس کی پورٹ واقعی فری ہے دنیا کی ہر چیز یہاں ملتی ہے اور شاید ہر جگہ سے مناسب قیمت پر بھی۔ ☆☆☆

قارئین المرشد متوجہ ہوں!

لاہور میں ماہنامہ المرشد اب مارکیٹ سے بھی دستیاب ہے اور ہاکر سے طلب کیا جا سکتا ہے۔

نوٹ۔ فی الحال یہ سہولت صرف لاہور شہر کیلئے ہے۔

رابطہ: شفیق نیوز ایجنسی

1- میو ہسپتال روڈ اخبار مارکیٹ لاہور

042-7236688=Mob:0300-9477121

بگڑ جائے اگر انساں تو پھر عالم بگڑتا ہے

اگر موزوں نہ ہو موسم کوئی اک پھول جھڑتا ہے
مگر مالی کی غفلت سے ہر اک غنچہ سکڑتا ہے
کرے خرمستیاں حیواں تو نقصان جزوی ہوتا ہے
بگڑ جائے اگر انساں تو پھر عالم بگڑتا ہے
ہے میرا یہ تو وہ تیرا تنازع چلتا رہتا ہے
خدا ہی سب کا وارث ہے عبث انسان جھگڑتا ہے
ہوا ایسے بھلا کیوں کہ یہ۔ تم نہ سوچنا ہرگز
ہے اس میں بھی کوئی حکمت کہیں جو پھول جھڑتا ہے
ملیں جو نعمتیں تجھ کو انہیں دے بانٹ اوروں میں
سنورنا چاہئے اوروں کا گو تیرا بگڑتا ہے
جو ہو اک آدھ بدنظمی تو گاڑی چلتی رہتی ہے
تہی ہو نظم سے جو گھر تو وہ سارا اجڑتا ہے
نہیں لیتا پکڑ فوراً بڑے ہیں حوصلے رب کے
نہ اُس سے بن پڑے کچھ بھی جسے وہ جب پکڑتا ہے
پڑھو تاریخ عالم تم ڈبوئے سب کے سب فرعون
جھکایا اُس کا رب نے سر کہ جو بھی جب اکڑتا ہے
ملے عزوشرف اس کو کہ جو بندہ بنے رب کا
اُسی کی شان ہو اُونچی کہ جو ماتھا رگڑتا ہے
نواہی کو نہ چھوڑے گر اوامر کو نہ اپنائے
زیاں ہے یہ اویسی کا خدا کا کیا بگڑتا ہے

☆ ....انجینئر عبدالرزاق اویسی

ولی اللہ کی پہچان

''یہ جو معیار ہم نے بنالیا ہے کہ فلاں بزرگ کے پاس گئے تو ہمیں اتنا دنیوی فائدہ ہوا اگر فائدہ ہوا تو یہ رب کی مرضی اور اگر نقصان ہوا تو یہ بھی میرے رب کی مرضی لیکن اس کے پاس جانے سے اگر تمہیں وہ کیفیت نصیب ہو کہ اللہ پر اعتراض کی بجائے اللہ کی اطاعت آجائے' اللہ کے رسول کے احکام چھوٹنے سے دل پر ٹھیس لگے تو یہی ولی اللہ ہے۔''

ماخوذ از

''تعلیمات و برکات نبوت صلی اللہ علیہ وسلم''

تعاون

اسلم ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ

مینوفیکچررز آف پی سی یارن

پُل کوریاں' سمندری روڈ فیصل آباد فون 2-041-266757

schools. All that we sent were poor, unintelligent and disabled children. And then, we kept them there for good and didn't let them come to the other side.

Is religion only for the Shaikh and Ulama? Is the holy Prophet[SAWS] only of the Shaikh and Ulama, and not yours? No, he is of us all! When every Muslim realizes this responsibility individually, no power can hinder the implementation of Islam. It is wrong to think that some Shaikh or Maulana will do it. It will never be done like that. It has to be done by each one of us.

May **Allah** grant us the ability to realize this responsibility and the capacity to undertake it! May He preserve this country forever and bring it under the rule of the True Religion!

اِنا للہ وانا الیہ راجعون

درج ذیل احباب کے عزیز واقارب خالق حقیقی سے جا ملے ہیں۔

☆......حافظ غلام قادری اور حافظ غلام جیلانی (چکوال) کی ہمشیرہ محترمہ۔

☆......بشیر احمد خاں (سمبڑیال) کی اہلیہ محترمہ۔

☆......حاجی عبدالسلام (بورے والا) کے چھوٹے بھائی۔

☆......حکیم حامد محمود سہوترا (ملتان) کے ماموں جان۔

☆......ارشد محمود چیمہ (سیالکوٹ) کی والدہ محترمہ۔

☆......محمد اشفاق (گوجرہ) کے والد محترم۔

اللہ تعالی مرحومین کو جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

امیر المکرّم کے بیانات "ٹی وی چینل" پر

الحمدللہ امیر المکرّم مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ العالیٰ کے پنجابی کے تفسیر قرآن کے بیانات "اپنا" ٹی وی چینل (پنجابی) پر باقاعدگی کے ساتھ ٹیلی کاسٹ ہونا شروع ہو گئے ہیں بیانات شام پانچ بجے کے خبرنامے کے بعد اور صبح 5:15 روزانہ نشر ہو رہے ہیں۔ تمام ساتھیوں سے گزارش ہے کہ بیانات باقاعدگی کے ساتھ سنیں اور دیگر دوست احباب کو بھی مطلع کریں۔

رحمت اللہ ملک 6 مزنگ روڈ لاہور فون نمبر 042-7310974 موبائل 0333-4363022

E-mail- rahmat@rahmat.com

eliminate TV from the whole world and this media will cease to exist, you are only exposing your ignorance. But, if it continues to exist in the world and only you are the ones without it, who is at a loss? Why don't you use the TV to propagate truth and nobility instead of breaking it? In my opinion, there is hardly any indecency on the TG now. What you brand as indecent on TV is not even a fraction of what resides on the Internet. Should then all computers be broken and the whole Internet blocked? On the contrary, we conduct Zikr on the Internet for Ahbab from all over the world. God willing, all Ahbab shall hear this speech that you are hearing now, through the Internet, this evening. Can this be achieved by breaking the computer or by its positive use? We haven't broken the computer, but have installed it inside. This speech is being recorded and after today evening's Zikr, all Ahbab or any one from any corner of the globe can hear it on his or her computer: Should we break the computer or use it to serve the cause of Islam? Which is a better option?

The meaning of implementation of Islam is that if governance comes to the religious people, they should strive to provide the resources of life to common people, as their first priority. Opportunities of legal and lawful earning should be created. Taxes should be cut. Industry should be helped to function so that more jobs are created and common man can also earn to live. Business activity should be encouraged. Quality education should be made affordable so that children of middle and lower class can also get educated and enter the exclusive circle established by the privileged class. The Siqarah Education System was founded on the same principle. By **Allah**'s Grace, ex-students of this Academy have attained to high ranks in the Army as well as in Police. Someday, some of them will become generals and federal or provincial secretaries. And they all belong to the middle and lower class families.

Creating violence; taking our processions and rallies or arranging opposition meetings is no service to Islam. People oppose the government because that brings them fame, earns public applaud and attracts more funds. Real Islam is that we teach every Muslim that he doesn't need to follow us, but that we all should follow the holy Prophet[SAWS]. I am his[SAWS] servant and you also claim a relationship with him[SAWS]. We both must see how much we are following him[SAWS] in our practical lives, business and relationships. This practical example will attract other people and will become the base of a positive change. Do teach religion to your children but don't deprive them of worldly education either, because it constitutes half knowledge and half religion.

Iran witnessed a great revolution. Let our differences of Shia or Sunni rest aside, but they did make a state based on their Islamic ideology. Do you know its reason? One of the major reasons was that their religious scholars also hold doctorate degrees from foreign universities. You may not know others but you can see their Ulama in the Assembly and in Ministries. They are religious scholars as well as doctors from foreign universities. While our mistake was that our religious class attached no importance to worldly knowledge. Then, some of our leaders also tried that no children, other than their own should get good education. What is happening in Government schools? Seventy-three students of a Government school appeared in Secondary School examination. Seventy of them failed and only three passed. Doesn't the Government know about it? What action did it take? None! The concerned officers don't want to take any action because their own children are not studying in this country. They either study in institutions affiliated with foreign universities or simply go abroad, complete their education and return to join the ruling class. We also made a mistake. We didn't send any suitable child to the religious

SAWS in every walk of life. Do business and earn wealth; had Islam been against wealth how could it impose Zakat? Zakat will be payable only when sufficient wealth exists. Similarly, why would Islam make Hajj mandatory for the rich? Hajj will only be possible if sufficient means exist. Islam is not against wealth; it is against concentration of wealth. It is the only system, which has effectively blocked amassing of wealth. In Islam, wealth cannot be accumulated at one point. If someone preserves his capital for a whole year, he has to pay back two and a half percent to the State. His efforts to preserve his capital would find it sliding out of his hands to the State Treasury. No economic system of the world, except Islam, can effectively redirect accumulated wealth to re-circulate in the society. Islam is not against earning wealth; it is against usurping others' rights. It is against earning by stealing, gambling and fraud. It does not stop from earning wealth through lawful means. It considers lawful earning to be a mandatory obligation just as offering Fardh Salah. Rather, it considers lawful earning an even greater worship than Fardh Salah, because Fardh Salah is an individual matter between a slave and his Lord, while earning lawfully involves numerous members of the society as well. Someone who earns honestly and lawfully, and offers prayers also, would experience supreme pleasure in prayers and will receive higher reward for his worship. Islam does not oppose the elegance in life. It doesn't consider you any better Muslim if you don't marry or don't have a good house or a car or don't dress well.

The story tellers and fiction writers have defined the excellence of Islam as, "He was a great Wali, because he didn't eat or drink and left the town to live in a jungle." It is correct that some Aulia of high eminence did spend their time in jungles, but if you carry out a research you will find that none of them went there of his own accord. They were revolutionary people who had changed the outlook of masses. The rulers considered them a threat, expelled them from cities and forbad the public to meet them. The great achievements of these great people had started disturbing the governments and the rulers thought that if their activities are allowed to continue, the general public may get out of their hands and their rule may come to an end. For that reason, they forcibly expelled them. Hadhrat-RUA used to say that when these great people got cut off from public life and spent their remaining life in jungles, their spiritual progress also stopped. They died at the same spiritual stations that they had attained before they came to live in the jungle. I dared to ask, "Hadhrat, weren't they expelled forcibly and were prohibited to meet the public?" He replied, "The spiritual progress is related to deeds. They got cut off from practical life. If a man dies today, his register of deeds is closed; he will remain at the same spiritual station. It is a different issue whether they went out on their own or were expelled by the rulers. It is for **Allah** to reward them and **He** will certainly give them an even greater reward. But the progress in spiritual stations was related to the work that they were doing in the society. When that work stopped, their spiritual progress also came to a standstill." If a mason stops laying bricks, how would the wall get any higher? But the storytellers and fiction writers gave us a different concept, 'a person who neither eats nor drinks nor works is a great saint, and still greater is the one who wears nothing.' even though he may be mad! The west has its own civilisation, a different culture. For them it doesn't really matter if one puts on clothes or remains naked. In our culture, however, no sane person would like to remain without clothes.

When some power tricked down to the hands of religious people, the only Islam that appeared was to demolish a TV shop or burn a video cassette shop. Which type of Islam is this? Islam emphasises on provision of livelihood for people, while you are snatching his morsel. Which Islam is this? If you think that by destroying some TV sets, you will

rant that made supreme sacrifices for independence. They were tortured, their honours were molested, their properties were snatched and their wealth was looted. The rich and the affluent migrated safely from this side to the other and from the other side to this side of the border. They brought with them huge claims of property abandoned in India and annexed large estates left by Hindus here. Some of them even seized more property than they had left behind. But it was blood of the poor that was shed and they were killed in such great numbers that vultures had stopped eating the carcasses. Land was littered with dead bodies, while the vultures sat watching on trees with filled bellies. It was the common man who made sacrifices, but the power was given to the rich and affluent class that was close to the ruling British. Although their blood, colour and appearance were local but their thinking, food, mannerism and culture were British. Such were the people who inherited the rule from the British. Even after fifty-eight years, power is passing down from father to son and to the grandson or to a nephew within those few families. You will find only a couple of army generals outside these families who jumped into this arena for a short while. But, when these generals entered the corridors of power, they were baptised in the same colour. Instead of changing that culture, they were overwhelmed by it; and the class that had made sacrifices kept crying for the implementation of Islam. But, they also remained far away from the knowledge of religion and they have no answer when they are asked, 'there is no restriction on offering prayers, keeping fast, performing Hajj, eating Halal, earning lawfully, then what else is meant by implementation of Islam? What else do you want?' I don't think anybody has the answer to this question. You are sitting in a Jami'ah. Mosque, listening to the Quran in the speech and criticising those acts that you consider un-Islamic and no one stops you, what other Islam do you want?

Once, the movement of implementation of Islam was launched, in our country, with great fervour and enthusiasm. The Chief Justice of Lahore High Court came here and put this question to me. He said, "I have travelled all the way only to know what anti-Islam activity is being practised here? In the whole country, Muslims have complete freedom to offer payers, keep fast and perform Hajj. Here, marriages, divorces and even burials are held according to the Shari'ah. What else is meant by implementation of Islam, for which this movement is being launched?" I told him, "Muslim offer prayers, keep fast and perform Hajj even in India. No body stops them from offering prayers, keeping fast, performing Hajj and spending their personal lives according to the Shari'ah, even in the non-Muslim countries of the world, including Europe, America, Britain, Africa, China and Japan, where they are a negligible minority. But, is their relationship with their governments according to the Shari'ah? When they go to a court, does the court decide their cases according to Islamic law? When they visit a bank, does it deal with them according to Islamic principles? When there is an issue between a common man and Government, is it resolved according to Islam? They can't even think about it! Those countries have their own laws and rules, and all people, Muslims or Kafirs have to abide by them. What we want is that when a common man deals with the Government, court or other institutions, all matters must be settled according to Islamic Shari'ah. He must get his right allowed by Shari'ah and he must be stopped from that which is prohibited by the Shari'ah." He said, "I now understand. But, I think those who are taking out procession don't know themselves. I tried to ask many times, but no one could make me understand." It was a simple issue that has been unnecessarily complicated. A common man and even the westernised class think that Islam is probably like an iron cage in which they will be imprisoned or it is like some monster that is going to grab them. On the contrary, Islam is the most beautiful way to spend this life. It is nothing separated from this world. Islam is nothing outside our daily routine, dealings and business. It is the name of adherence to the holy Prophet

laid down their lives and made great sacrifices, in groups and movements; yet there were many more that kept fighting against the British system individually. Independence wasn't granted arbitrarily, but was won by continuous Muslim sacrifices extending well over a hundred and fifty years. This event was inscribed on the pages of history with the martyr's blood.

Hindus didn't have to follow any specific pattern after the departure of British. One of the ex prime ministers of India now preaches their religion. During one of his TV interviews he was asked, "Do you really believe in Hinduism from the core of your heart or being a politician, you portray such religiosity to attract Hindu votes in a predominantly Hindu country?" he replied, "I believe in Hinduism from the depths of my heart because there is no such religion in the whole world." The interviewer now questioned him, "What is so unique about this religion?" he replied, "All religions have certain boundaries and defined parameters, that if you cross, you walk out of that religion. But, Hinduism is such a religion where there are no limits or bounds. Do whatever you like and you still remain a Hindu. There is endless openness in this religion. I am a Hindu for this reason." As a matter of principle, if there are no limits it means there is actually nothing. If something exists it must have limits defined. But it is a different issue and we don't want to indulge in any discussion. What I want to say is that the Hindus felt no difficulty in adopting the British system that they inherited because it didn't interfere with their religion. A Hindu remains a Hindu even if he spends his life according to a foreign system. So they accepted and adopted the system as it was, and are still managing their affairs under it. There is no hue and cry, movement or public uprising that the system should be changed, because no system can affect their religion. There are no restrictions of right or wrong, permitted or prohibited; pious or impious; one is free to do everything and still remain a Hindu.

The Muslims got separated because there are bounds and limits in Islam. Had they remained together with the Hindus, they won't have been able to accommodate themselves under that system, because Islam confines the Muslims to adhere to the system given by the holy Prophet[SAWS]. They have to follow the holy Prophet[SAWS], whose footprints outshine the sun, in all walks of life. All aspects of life from birth till death, including morals, beliefs, worship and mutual dealings are illuminated by his[SAWS] resplendent Sunnah. Whether a Muslim is a shepherd, an employer or a worker, a businessman or a worrier, he will always find the prophetic guidance showing him the right way through all walks of life, including war and peace, living with family, children, parents and relatives. There is no phase of life, which is void of guidance of the holy Prophet[SAWS]. Islam is the name of obedience of the holy Prophet[SAWS] at each step. Muslims got separated because they could never accommodate themselves under the British system; similarly, the system of Hindus won't suit them either. They would make their own system that could help them in following the holy Prophet[SAWS]. What does adherence to the holy Prophet[SAWS] mean? It means two things: first, faith in the supreme Greatness and absolute Unity of **Allah**, without any partners in His Divinity, and second, faith in the truth and universal Prophethood of the holy Prophet Muhammad[SAWS]. Then, there are two restrictions about actions in life: first, only that should be done that has been instructed or permitted by the holy Prophet[SAWS], and second, it should be done according to the manner ordained by him[SAWS]. Those acts that have been forbidden by him[SAWS] should be avoided.

Our bad luck; but it is natural that, in the new country, power had to pass to those who were already managing the offices and were close to the rulers, it couldn't have been offered to any religious figure sitting in a mosque. It were actually the poor and the igno-

The Meaning of Implementation of Islam

Translated Speech of

His Eminence Ameer Muhammad Akram Awan

Shaikh Silsilah Naqshbandiah Owaisiah

Dar ul-Irfan, Munara, Pakistan

23 July 2004

These holy verses are from Surah A'araf in the 9th Chapter. **Allah** commands the holy Prophet[SAWS] to address whole humanity and inform them: 'I[SAWS] am the Messenger from **Allah** to all of you. **Allah**, whose kingdom encompasses the earth, heavens and the whole universe; there is none else who deserves unconditional obedience; there is none other than **Him**, who is worthy of worship.' Worship denotes unconditional obedience. No condition is imposed on the obedience of someone from whom there is hope of some benefit and fear of some loss.

He grants life and causes death. No one, except **He**, has any part in granting life to anyone, similarly no one, except **He** has any part in causing death to anyone. Therefore, submit to the greatness of **Allah** and believe **Him**, and also believe **His** unlettered Prophet[SAWS]; who did not learn from any creature in this world; who has acquired no knowledge from anyone in this world, who believes in **Allah** and all **His** Commandments and fully obeys his Lord. You have only one option: follow him[SAWS], so that you are rightly guided. Since independence of the country, about fifty-seven year ago, the issue of implementation of Islam is being discussed. This is something very strange. We need to understand why the country was divided. Muslims are still living in India and similarly Hindus are still living in Pakistan. They are living together here as well as there, then what was the need to divide the country; they could have continued to live together in the undivided sub continent. The reason for this division was that these are two separate nations, so wide apart that they can never blend. Muslims ruled the subcontinent for a thousand years and granted great concessions and amenities to Hindus during their rule. They were appointed Prime Ministers, promoted as generals, they established great businesses, were awarded large estates and got all facilities of life. They were never discriminated against in any form in any aspect of life. History bears witness to these facts. But we had also observed, before the creation of Pakistan, that they considered a utensil touched by a Muslim as unclean. If a Muslim happened to pass by their foreyard or their seats in the shops, they plastered it with cow dung to purify it. I remember I went to a small shop of a Hindu in Lahore. I was carrying coins instead of note bills in my hand. He told me to put them down; brought his water can and washed them before picking them. This was the state of their alienation and estrangement with Muslims despite having lived with them and under their rule for a thousand years.

This difference was named as the two-nation theory. The country was divided to grant Hindu majority areas to Hindus so that they can live and manage their country according to their own will and desire; the Muslim majority areas should similarly be given to the Muslims so that they can live according to their faith and beliefs, and administer their country in accordance with the principles of their religion. This independence was the result of a constant Muslim struggle during the whole one and half century of British rule. It were only the Muslims in the whole subcontinent who kept struggling for independence from the very first day British set their feet on this soil till their departure. They